متحدہ اسلامی قیادت کا

مسلمانانِ ہند کے نام پیغام

مرتب

ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی

شائع کردہ

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76 A/1, Main Market, Okhla Village
Jamia Nagar, New Delhi - 110025
Ph: +91-11-26322991, 26314784
E-mail: aimplboard@gmail.com

© جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ

نام کتاب	:	متحدہ اسلامی قیادت کا مسلمانانِ ہند کے نام پیغام
مرتب	:	ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی
کمپوزنگ	:	محمد ارشد عالم مرکزی دفتر بورڈ۔ دہلی
اشاعت اول	:	مارچ ۲۰۱۰ء
اشاعت دوم	:	مارچ ۲۰۱۵ء
اشاعت سوم	:	مارچ ۲۰۱۷ء
صفحات	:	۵۶
تعداد اشاعت	:	۲۵۰۰
قیمت	:	۳۰

ناشر

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

فہرست

۱۔ اپنی بات: ۵

۲۔ مقدمہ از حضرت مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب ۷

۲۔ اتحاد و اتفاق ہی زندگی ہے:................................ ۹

۳۔ نئے عزم و حوصلہ کی ضرورت ہے:.................................. ۱۲

۴۔ خلق خدا کی خدمت کیجئے:.................................. ۱۶

۵۔ اخلاقی و روحانی قدروں کو بحال کیجئے:............................ ۱۹

۶۔ قول و عمل کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں:........... ۲۴

۷۔ برادران وطن تک اسلام کے فلسفہ قانون کو پہنچائیں:......... ۲۹

8 ہم اپنے سماج میں تعلیم کو عام کریں:............................. ۳۴

۹۔ شعائر اسلامی کی حفاظت ہمارا دینی فریضہ ہے:........... ۳۹

۱۰۔ مثالی اسلامی معاشرہ پیش کریں:......... ۴۳

۱۲۔ دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کی قطعا کوئی گنجائش نہیں ۴۸

۱۳۔ ہم ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں ۵۲

۱۱۔ دینی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں:.......... ۵۶

بیشک اللہ کسی قوم کی
〈اچھی〉حالت بدل نہیں دیتا جب تک وہ
لوگ خود اپنے میں تبدیلی نہیں کر لیتے۔
〈سورہ رعد: آیت: ۱۱〉

اپنی بات

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کا فیصلہ ۲۷/۲۸ دسمبر ۱۹۷۲ء میں عروس البلاد ممبئی کے ایک عظیم الشان کنونشن میں کیا گیا، جس میں ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار تمام مکتب خیال کے علماء اور دانشور شریک ہوئے اور پھر ۷/۸ اپریل ۱۹۷۳ء میں حیدر آباد کے اجلاس میں باقاعدہ بورڈ کا قیام عمل میں آیا، جس کو آج تقریبا پینتالیس سالوں کا طویل عرصہ ہو چکا ہے اور اب تک اس کے پچیس (۲۵) اجلاس عمومی ملک کے مختلف بڑے شہروں میں منعقد ہو چکے ہیں، بورڈ کے پندرہویں اجلاس عمومی بنگلور کے بعد ہر اجلاس عام کے بعد ایک اعلامیہ بھی منظور کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا، لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا اور اس کو سراہا، اب تک بارہ اعلامیے منظور ہو چکے ہیں، اور یکم جون ۲۰۱۴ء کو جلگاؤں مہاراشٹر کی مجلس عاملہ کے موقع سے بھی ایک اعلامیہ جاری کیا گیا تھا اور اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسے بھی اس میں شامل کیا جا رہا ہے، اس سے قبل بورڈ کے بیسویں اجلاس عام لکھنؤ کے موقع سے چھ اعلامیوں پر مشتمل رسالہ کی شکل میں پہلی بار شائع کیا گیا تھا اور دوسری بار بورڈ کے اجین اجلاس تک کے اعلامیات پر مشتمل بورڈ کے جے پور اجلاس کے موقع پر بورڈ کے سکریٹری حضرت مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب نے چھپوایا تھا اب اس اشاعت میں بورڈ کے جے پور اور کلکتہ اجلاس میں منظور شدہ اعلامیہ بھی شامل کیا جا رہا ہے جسے بورڈ کے سکریٹری اور جامعۃ الھدایہ جے پور کے امیر حضرت مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب نے از سر نو جمع کرا کر طبع کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی، چنانچہ حضرت مولانا محمد فضل الرحیم

مجددی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر سہ بارہ اسے از سر نو مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

جو کچھ بھی اس حقیر سے بن پڑا وہ حاضر ہے اللہ تعالی اس کے ذریعہ قوم وملت کو فائدہ پہونچائے اور بورڈ کی خدمات میں اضافہ کا ذریعہ بنائے

وماذلک علی اللہ بعزیز. آمین

ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی
آفس سکریٹری
مرکزی دفتر بورڈ آفس دہلی

۲/مارچ ۲۰۱۷ء

اتحاد و اتفاق ہی زندگی ہے

- اس وقت ہمارا ملک ہندوستان اپنی تاریخ کے نہایت سنگین دور سے گزر رہا ہے اور فاشسٹ طاقتیں جو ملک کے جمہوری کردار اور ہمہ مذہبی سیکولر روایات پر یقین نہیں رکھتیں، بام اقتدار تک پہنچ چکی ہیں، اور وہ ایسی طاقتوں کے زیر اثر ہیں جو کبھی اس ملک کے تیئں ہمدرد و بہی خواہ نہیں رہے، چنانچہ ایک طرف ملک کی غالب اکثریت غربت اور خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور تعلیم وصحت اور تمام بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے، دوسری طرف ملک کے باشندوں میں مذہبی بنیادوں پر باہم نفرت پھیلائی جارہی ہے، تاکہ ملک کو درپیش اصل مسائل کی طرف سے عوام کی توجہ ہٹ جائے اور ان کے مذموم مقاصد پورے ہوسکیں۔
- ہم اس نازک موقع پر سب سے پہلے ملک کے تمام شہریوں سے یہ دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ حالات کے اس سنگین رخ کو فرقہ پرست طاقتوں کے ناپاک ارادوں کو گہرائی سے سمجھیں اور آپس میں ایک دوسرے کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی اس سازش کو ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں۔
- ہم ملک کے تمام مذہبی رہنماؤں، دانشوروں، صحافیوں، اساتذۂ کرام اور رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے ہر طبقے اور ہر فرد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس وقت خاموش تماشائی نہ بنے رہیں، بلکہ قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔

- ہم ملک کے ان تمام سیاسی قائدین سے بھی جو اپنے کو فسطائیت کا مخالف اور سیکولرزم کا علمبردار کہتے ہیں، واضح لفظوں میں یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے حقیر مفادات پر ملک میں جمہوری روایات اور سیکولرزم کے تحفظ کو ترجیح دیں اور ایک مشترکہ منصوبہ بندی کے ذریعہ ملک کو درپیش داخلی و بیرونی خطروں سے بچانے کے مقصد کو ہر دوسرے مقصد سے مقدم رکھیں۔
- حالات کے اس تناظر میں کہ ہندوستان کی مذہبی اقلیتیں اس وقت کھلم کھلا سرکاری دہشت گردی "State Terrorism" کا شکار ہیں، ہم تمام اقلیتوں سے، خصوصاً ان کے رہنماؤں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک منظم، اجتماعی، حوصلہ مندانہ اور مدبرانہ کوشش سے حالات کے مقابلے اور ملک کے ماحول کو ان برائیوں سے پاک کرنے کی جدوجہد کا آغاز کریں۔
- ہم خاص طور پر ہندوستانی مسلمانوں سے، جو طویل عرصے سے ظلم وتفریق (Discrimination) کا شکار ہیں، اور اب پوری قوم کا حوصلہ، اس کا وقار، اس کے تعلیمی وتہذیبی مراکز، اس کی مذہبی جماعتیں اور تحریکات اور خصوصاً مسلم نوجوان، ظالمانہ حملوں کا نشانہ بن رہے ہیں، صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ ان حالات سے ہرگز خوفزدہ و ہراساں نہ ہوں، بلکہ ان کو ایک چیلنج کی طرح قبول کرکے اس طرح اس کا مقابلہ کریں کہ:

۱- شریعت اسلامیہ سے اپنی عملی وابستگی کو اور بڑھائیں۔

۲- ذات، برادری، خاندان کی تقسیم سے اوپر اٹھ کر، مسلک ومشرب کے تمام اختلافات سے بالاتر ہوکر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں، اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اتحاد واتفاق ہی زندگی ہے اور انتشار واختلاف موت، لہٰذا اپنے مسلک اور مشرب کے اختلاف کو علمی دائرے تک محدود رکھیں اور امت کی اجتماعیت کو متاثر نہ ہونے دیں۔

۳- اپنے نزاعی مسائل کو آپسی گفتگو سے حل کریں اور جہاں شرعی دار القضاء یا

شرعی پنچایت موجود ہو وہاں اپنے مسائل اسی کے سامنے پیش کریں۔

۴-اپنے پڑوسیوں اور ملک کے عام شہریوں سے رابطہ قائم کرنے میں پہل کریں، اور اپنے اخلاق و معاملات اور خدمت خلق سے فاصلوں کو کم کرنے، غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کو دور کرنے اور دلوں کو جیتنے کی کوشش کریں، نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ حسن اخلاق اور ہمت و عزیمت دونوں کی جامعیت اور حسین یکجائی سیرت اکرم ﷺ کا خاص پیغام ہے۔

اعلامیہ بنگلور بموقع پندرہواں اجلاس عام
بورڈ منعقدہ ۲۸/۲۹/ اکتوبر ۲۰۰۰ء، بنگلور

نئے عزم و حوصلہ کی ضرورت

- ’’تہذیب و شائستگی، علم وادب اور حوصلہ مندی و زندہ دلی کے گہوارے شہر حیدرآباد میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سولہویں اجلاس کے موقع پر ایک بار پھر ہم اپنے اس عہد کی تجدید کرتے ہیں، کہ ہم اپنے محبوب وطن ہندوستان میں وحدت الٰہ، وحدت انسانیت، عدل وانصاف، امن وسلامتی، عفت وعصمت، شرافت و دیانت داری اور عقل و تدبر جیسی عالم گیر قدروں پر مشتمل اسلامی شریعت کے پابند بن کر زندگی گذاریں گے، اور بلا کسی تفریق کے سبھی انسانوں کو محبت اور خیر خواہی کے ساتھ خیر کی طرف دعوت دینے، بھلائیوں کی طرف بلانے اور بُرائیوں سے دور کرنے کی اپنی جد و جہد جاری رکھیں گے۔
- ہم بخوبی جانتے ہیں کہ شیطانی طاقتیں راستہ میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ مگر ہمارا پختہ یقین ہے کہ ان طاقتوں کو اپنی کارروائیاں کرنے کا موقع مالک کائنات کی طرف سے اپنے بندوں کے عزم و حوصلے اور ان کے ایمان و یقین کو آزمانے کی مصلحت سے ہی دیا جاتا ہے، اور جو لوگ اس آزمائش میں کھرے اترتے ہیں دنیا و آخرت کی کامیابی ان کے قدم چوم کر رہتی ہے۔
- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مسلمانانِ ہند کو یہ پیام دیتا ہے کہ:
- وہ اپنی منصبی اور دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں، عزم و حوصلہ کے ساتھ ہر آزمائش کا مقابلہ کریں اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں دین حنیف کی مکمل

پابندی کریں۔

○ ہم تمام علماء کرام، مشائخ عظام اور تمام مکاتب فکر کے نمائندہ حضرات سے یہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ موجودہ نازک ترین حالات میں فروعی ومسلکی اختلافات سے بالاتر ہوکر کلمہ کی بنیاد پر جذبۂ اتحاد اور اجتماعی شعور کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ ساتھ ہی وہ ہر گھر میں یہ پیغام بھی پہنچادیں کہ معاشرتی بُرائیوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔ گھروں میں الفت ومحبت کا خوشگوار ماحول بنے، بے جا تقریبات میں فضول خرچیاں، جہیز، گھوڑے جوڑے، لین دین جیسی غیر اسلامی رسوم کو ترک کیا جائے، اور اللہ کے عطا کردہ وسائل کو غربت وجہالت جیسی مہلک بیماریوں سے اپنے کروڑوں بھائیوں، بہنوں اور بچوں کو نجات دلوانے کے تعمیری کاموں میں خرچ کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

○ ہم اپنے نوجوانوں سے کہتے ہیں کہ وہ ایک پاکیزہ اور حوصلہ مند وباشعور کردار اپنائیں، جہیز لینے سے انکار کرنا اور لڑکی والوں پر بوجھ نہ پڑنے دینا دراصل ان کی ذمہ داری ہے، وہ آگے آئیں اور محلوں کی سطح پر ان بُرائیوں سے اپنے معاشرہ کو پاک کرنے کی مہم کو تیز تر کردیں۔ ساتھ ہی ہم ان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ موجودہ نازک حالات میں مشتعل ہوکر کوئی قدم اٹھانے کی بجائے سوچ سمجھ کر منصوبہ بند طریقہ پر اپنی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے مشورہ کے پابند ہوکر اقدام کرنے کی راہ اپنائیں۔

○ ہم اپنی خواتین سے کہتے ہیں کہ وہ بے حیائی وعریانیت کے اس ماحول میں حیاو حجاب اور عفت وعصمت کا نمونہ بنیں اور اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم اور ایمانی واخلاقی تربیت پر خاص دھیان دیں، وہ شمع محفل بننے کی بجائے اپنے گھروں کو محبت والفت اور سکون واطمینان کا گہوارہ بنانے پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔

○ مغربی تہذیب نے خاندانی نظام کو درہم برہم کرکے پورے معاشرہ کو جس طرح روحانی اطمینان سے محروم کردیا ہے اس میں ہم سب کے لئے کافی سامان عبرت ہے،

بشرطیکہ ہمارے پاس دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔ ہم مردوں اور عورتوں دونوں سے کہتے ہیں کہ شوہر اور بیوی کے باہم تعلقات کی بنیاد لطیف انسانی احساسات اور محبت بھری معاشرت پر ہے۔ باہم مسائل کو آپس ہی میں حل کرنے کی کوشش کریں اور ضرورت ہو تو اسلامی شریعت کے ماہرین سے رجوع کریں۔

○ حیدرآباد کے اس تاریخی اجلاس کے موقع پر ہم اس ملک کے کروڑوں انصاف پسند شہریوں، صحافیوں، دانش وروں، تنظیموں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ مٹھی بھر فسطائی عناصر ودہشت گرد جس طرح ملک کی راہ عامہ کو گمراہ کرکے، اہل سیاست کی موقع پرست اور بے اصول سیاست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ملک کو باہم نفرت وعداوت اور لاقانونیت کی دوزخ میں جھونکتے چلے جارہے ہیں۔ آیئے! ہم سب مل جل کر اس صورت حال کے مقابلہ کے لئے بھرپور اجتماعی جدوجہد شروع کریں۔ گجرات میں جہاں ریاستی دہشت گردی کے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ دیئے گئے، وہیں ایسے افراد اور تنظیموں کے بے شمار واقعات بھی دیکھنے میں آئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی انسانیت زندہ ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ایسے تمام افراد اور تنظیموں کو سلام کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہمارے درمیان بہتر رابطۂ باہمی کی شکلیں سامنے آئیں گی۔

○ ہم اس موقع پر گجرات کے ہزاروں شہید مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان بے شمار بیواؤں، یتیم بچوں، بے گھر لوگوں اور زخمیوں کو یقین دلاتے ہیں کہ پوری قوم آزمائش کی اس گھڑی میں آپ کے ساتھ ہے، اور انشاء اللہ آپ کو بے سہارا اور بے یارومددگار نہیں چھوڑے گی۔

○ ہم ان دہشت گرد، سماج دشمن اور فسطائی ذہنیت کے حامل افراد کو آگاہ کردینا چاہتے ہیں جنہوں نے گجرات میں معصوم انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے، کہ اسلام اور مسلمانوں کو اس سرزمین سے مٹادینے کا ان کا خواب انشاء اللہ کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں

ہوگا،مسلمانوں کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

- بورڈ یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ مدارس اسلامیہ دینی واخلاقی تعلیم کے مراکز ہیں، ان کا دہشت گردی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، جو لوگ مدارس کے خلاف بے بنیاد اور گمراہ کن پر پگنڈہ کر رہے ہیں وہ دراصل مسلمانوں کو دین وتہذیب اور اسلامی تشخص سے محروم کر دینا چاہتے ہیں، ہم مسلمانان ہند اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ کے خلاف اس مذموم مہم کو ناکام بنانے کی ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔
- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ عالمی اور ملکی سطح پر اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کی مذموم کوششوں پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اسلام دین رحمت ہے اور امن وآشتی اور اخوت ومحبت اور عدل وانصاف پر مبنی ایک ایسا معاشرہ تعمیر کرتا ہے جو ہر قسم کے ظلم وجور اور ناانصافی واستحصال سے پاک ہوتا ہے، وہ تمام انسانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس گمراہ کن پروپگنڈہ سے متاثر ہو کر اسلام کے حقیقی کردار کو مجروح نہ کریں"۔

اعلامیہ حیدرآباد بموقع سولہواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۲۱/۲۲/۲۳/جون ۲۰۰۲ء حیدرآباد، آندھرا پردیش

خلق خدا کی خدمت کیجئے

- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ سترہواں اجلاس منعقدہ مونگیر بہار، ملک کی موجودہ صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے، دنیا کی تاریخ میں ایشیا ہی سے عالمگیر انسانیت اور حق وصداقت کی آواز بلند ہوئی ہندوستان کا امتیاز روحانیت کے گہوارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں اخلاقی اقدار و روحانی روایات کی پرورش ہوئی مگر اب دنیا کی یہ سب سے بڑی جمہوریت کو اقدار کی پامالی اور امتیاز سے محرومی کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ سیاسی مفادات اور مذہب کے استحصال کے ذریعہ ابھارے گئے جذبات نے مسیحاؤں کو بے آبرو کر دیا ہے، جذبات کے جنون میں حقائق وصداقتوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، جمہوریت کی اساس احترام آدمیت اور مساوات ہیں، جب انسانی خون کی آبرو نہ رہے، کسی نہ کسی بہانے کسی گروہ یا طبقہ کے خون خرابے کو ردعمل قرار دیا جائے، قانون کو عوام کے چند گروہ اپنے ہاتھ لے لیں اور شہریوں کے درمیان مذہبی اور نسلی بنیادوں پر فرق قائم کرنے کی کوشش کی ہمت افزائی ہوتی رہے تو ایسے حالات میں جمہوریت دم توڑنے لگتی ہے، دستوری اداروں، قومی انسانی حقوق کمیشن، الیکشن کمیشن عدالتوں اور سپریم کورٹ کی توہین کے ذریعہ ان کو بے وقعت کیا جا رہا ہے، ہتھیاروں کی تقسیم، دھاری دار اور آتشی اسلحہ کی تربیت کی ایک خاص تنظیم کو کھلی چھوٹ، فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی کے آگے حکومت اور قانون کی بے بسی، اشتعال پذیری اور تشدد پسندی کو عوام کے ایک طبقہ کا مزاج بنانے کی کوشش، قتل وغارت

گری پر ندامت کے بجائے فخر کا احساس اگر ان کو روکا گیا تو قانون کی عملداری ختم ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں ملک نزاع کا شکار ہو جائے گا، صرف مسلمان اور دوسری اقلیتیں ہی نہیں بلکہ ملک اور سب اہل وطن کا عظیم نقصان ہوگا۔

○ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پوری دردمندی کے ساتھ تمام اہل ملک کو آواز دیتا ہے کہ وہ ملک کو بچانے اور دنیا کی اس عظیم جمہوریت کو قائم رکھنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں، سطحی جذبات سے بلند ہو کر دیکھیں کہ چند ماہر اپنے سیاسی اغراض کی خاطر ملک کو تباہی کے راستہ پر لے جا رہے ہیں، ہتھیاروں کی تقسیم اور ان کے استعمال کی تربیت پر روک لگانے کی کوشش کریں، بلا لحاظ فرقہ وطبقہ انسانیت کی بنیاد پر بھائی چارگی کو فروغ دیں، تشدد کے رجحان کے خلاف صف آرا ہوں، حق وصداقت، عدل وانصاف اور قانون کے احترام کی قدروں کو پروان چڑھائیں اور اس ملک دوستی کے عمل کو ایک مہم اور تحریک بنانے کی کوشش کریں۔

○ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانان ہند پر یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ موجودہ حالات کا وہ عزم وحوصلے اور فراست ودانشمندی کے ساتھ مقابلہ کریں۔ ان کے بدخواہ اشتعال میں ان کو لا کر نشانہ بنانا چاہتے ہیں، جوان مشتعل ہونے کی بجائے سوچ سمجھ سے کام لیں۔ یہ یاد رکھیں کہ ہند برادران وطن کی بہت بڑی اکثریت قتل وغارت گری اور خون خرابہ سے نفرت کرتی ہے وہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو قائم وبرقرار رکھنا چاہتے ہیں اور عدل وانصاف کی قدر جانتے ہیں، مسلمان جہاں کہیں ہوں اپنے حلقوں میں، دفاتر میں، بازار میں، کارخانوں میں ساتھ رہنے یا ساتھ کام کرنے والے غیر مسلم برادران وطن سے اپنے سماجی تعلقات کو استوار کریں، ان کے دکھ درد میں شریک ہوں اور انسانی ہمدردی کا اپنے عمل کے ذریعہ مظاہرہ کریں اور اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، وہ ہمیشہ سچ بولیں، دھوکہ نہ دیں، امانت دار یعنی دیانت ان کی

خصوصیت بن جائے اور مخلوق خدا کی خدمت کی راہ اپنائیں۔

○ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مسلمانان ہند سے یہ بھی کہنا چاہتا ہے کہ وہ مصائب سے نہ گھبرائیں پورے یقین کے ساتھ دین پر جمے رہیں۔ اسلام پر کیئے جانے والے بے بنیاد اعتراضات کا سلیقہ کے ساتھ مگر بے لاگ جواب دیں، ان حالات نے موقع فراہم کیا ہے کہ اہل وطن پر اسلام کی حقانیت، اس کی انسانیت نوازی اور اسلامی تعلیمات میں عدل واحسان کی کارفرمائی کو پیش کریں، اس کام کے لیے اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کریں اور سخت محنت سے پیچھے نہ ہٹیں، شریعت اسلامی اس دین مبین کا اٹوٹ جز ہے، اس کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور اللہ رب العزت پر مستحکم ایمان کے ساتھ جہد مسلسل کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو ان شاء اللہ بدلیاں چھٹیں گی، تاریکی دور ہوگی اور امید کی کرنیں ضوفشاں ہوں گی۔

اعلامیہ مونگیر بموقع سترہواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ یکم و ۲/مارچ ۲۰۰۳ء مونگیر، بہار

اخلاقی وروحانی قدروں کو بحال کیجئے

❍ اس وقت اُمت اسلامیہ نہایت ہی نازک دور سے گذر رہی ہے، اور موجودہ عالمی حالات نے تاتاری فتنہ سے بھی زیادہ سخت آزمائش میں مسلمانوں کو ڈال دیا ہے، مغربی ذرائع ابلاغ اسلام کی صورت مسخ کرنے اور دین حق کے بارے میں شکوک وشبہات ابھارنے میں سرگرم ہیں، اس پروپیگنڈہ کا اثر ہمارے ابنائے وطن پر بھی پڑنا اور ان کا ایسی باتوں سے متاثر ہونا ایک فطری امر ہے، یہ بھی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں میں مسلکی، فروعی، لسانی اور علاقائی اختلاف کو ہوا دی جائے اور انہیں باہمی جھگڑوں میں الجھا کر رکھ دیا جائے، تاکہ وہ ایک بکھری ہوئی امت بن کر رہیں، اور تعمیری ودعوتی کاموں کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوسکے، اس پس منظر میں:

❍ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اسلام کے بارے میں باشعور اور احکام شریعت اور اس کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ ہوں، ہمارا ایمان ہے کہ شریعت اسلامی رب کائنات کی اتاری ہوئی شریعت ہے، جو انسان کی ضروریات، خواہشات وجذبات اور اس کے نفع ونقصان سے پوری طرح باخبر ہے، اس کا ہر حکم فطرت انسانی سے ہم آہنگ، سماجی مصالح کے مطابق اور انسان کے لئے فائدہ پر مبنی ہے، ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم خود احکام شریعت اور ان احکام کے باہمی ارتباط اور ان کی سماجی اور عمرانی مصلحتوں اور حکمتوں سے واقف نہیں ہیں، ضرورت ہے کہ ہم خود قانون شریعت کا مطالعہ کریں، اور اپنے اندر اس بات کی لیاقت پیدا کریں کہ لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرسکیں، اس طرح ہم خود بھی اس غلط پروپیگنڈہ سے

متاثر ہونے سے بچ سکیں گے، اور دین رحمت کی ترجمانی کا حق بھی ادا کرسکیں گے۔

❍ کسی بھی قانون کی نافعیت اور افادیت کو لوگ محض کتابوں کے اوراق میں دیکھنا نہیں چاہتے، بلکہ عملی زندگی میں اس کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم خود قانون شریعت کی پوری پوری اتباع کریں، قرآن میں جتنی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ سماجی اور خاندانی زندگی کے قوانین پر روشنی ڈالی گئی ہے، عبادات کے بارے میں بھی اس تفصیل سے احکام بیان نہیں کئے گئے ہیں، اس سے شریعت کے سماجی قوانین کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ان قوانین پر عمل کرکے انسانیت کے سامنے اسلام کی روشن اور انسانیت نواز تعلیمات کا نمونہ پیش کریں۔

❍ خاص طور پر ہمیں خواتین کے حقوق اور ان سے متعلق ذمہ داریوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، اسلام نے عورتوں کو بلند مقام عطا کیا ہے، اور وہ حقوق دیئے ہیں، جن کی دوسرے مذاہب اور نظامہائے قانون میں مثال نہیں ملتی، ان قوانین پر عمل کرنے میں نہ صرف ہمارے لئے آخرت کی کامیابی ہے، بلکہ دنیا میں بھی اس سے انسانی سماج کی فلاح وبہبود متعلق ہے، مغرب نے عورتوں کو حقوق اور آزادی کے نام پر متاع خرید وفرخت بنادیا ہے، اور آج مختلف طریقوں سے ان کے ناموس اور آبرو کو پامال کیا جارہا ہے، مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ خواتین کے حقوق پوری فراخ دلی کے ساتھ ادا کریں، بوڑھے والدین کی خدمت، بیوی کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک، بیٹیوں اور بہنوں کو حق میراث کی ادائے گی، شادی بیاہ میں فضول خرچی اور زرطلبی سے اجتناب کرکے ابناء وطن کے سامنے شریعت کی حقیقی تصویر پیش کریں، اسی طرح ہم تحفظ شریعت کا فریضہ ادا کرسکیں گے اور عدل وانصاف جو شریعت کے تمام احکام کی روح ہے، کا تقاضا پورا ہوسکے گا۔

❍ پوری ملت اسلامیہ کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات اور خاندانی نزاعات کو دارالقضاء میں لائیں، اور کتاب وسنت کے مطابق جو فیصلہ ہو، اس پر اپنے آپ کو راضی

رکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مسلمان جب تک اپنے آپسی اختلاف میں اللہ کے رسول کو حکم نہ بنائیں مسلمان نہیں ہوسکتے، اور اللہ کے رسول کو حکم بنانے کی صورت یہی ہے کہ جو قاضی شریعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہو، اس کے فیصلہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا جائے، اس میں خدا اور رسولؐ کی خوشنودی بھی ہے، آخرت کی سرخروئی بھی ہے اور دنیا میں بھی ہماری عزت وآبرو اور مال وزر کی حفاظت ہے، کیونکہ آپ اسی نظام قضاء سے سستا اور سچا انصاف حاصل کرسکتے ہیں۔

○ اس وقت پوری دنیا میں بشمول ہمارے ملک ہندوستان میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ جائیں، گروہی، مسلکی اختلاف کو ابھارا جائے، اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا جائے، ہمارا فریضہ ہے کہ ہم دشمنوں کی چال کو سمجھیں اور کسی بھی قیمت پر اس سازش کا شکار نہ ہوں، ہم سب ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں، ایک رسول پر ایمان رکھتے ہیں، ایک کتاب ہمارے لئے ہادی ورہنما ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے، دین کے بنیادی فرائض اور شریعت کے بنیادی قوانین کے بارے میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اتنی ساری وحدتوں کو نظر انداز کرکے اختلاف کا اسیر بن جانا نہایت افسوسناک ہے، جن لوگوں کے درمیان فکر ونظر کا ایسا اختلاف ہے کہ گویا وہ دریا کے دو کنارے ہوں، اسلام کی عداوت اور مخالفت نے ان کو متحد کردیا ہے، اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے وہ کاندھے سے کاندھا ملائے ہوئے ہیں، اگر ہم آزمائش کی اس فضاء میں بھی ایک دوسرے سے ٹوٹے رہیں، تو یہ یقیناً انتہائی بدبختی کی بات ہوگی۔

○ بورڈ کے اس اجلاس کے موقع پر ہم ابناء وطن سے بھی عرض کرتے ہیں کہ ہندوستان ہم سبھوں کا وطن ہے، ہم سب اس کی فضاؤں میں پلے ہیں، اور غالباً ہم سب کو اسی کی خاک کا پیوند ہونا ہے، اس لئے اپنے اس ملک سے محبت اور خیرخواہی ایک فطری امر ہے، یہ ملک --- جس کی پہچان مذاہب اور تہذیبوں کی کثرت ہے، --- ہم سبھوں

کے آباء واجداد کی کوشش سے آزاد ہوا ہے اور پروان چڑھا ہے، مذہبی قدروں کا احترام اور اخلاقی پیمانوں کا لحاظ اس ملک کی سرشت میں ہے، محبت، رواداری، حیاء اور مروت سینکڑوں سال سے اس ملک کا ورثہ رہا ہے، موجودہ حالات میں گلوبلائزیشن کے نام پر اور میڈیا کے ذریعہ جو تہذیبی یلغار ہمارے ملک پر کی جارہی ہے، اور اسے اس کی اخلاقی روایات اور شرم وحیاء پر مبنی اقدار سے محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ہم سبھوں کو مشترکہ طور پر اور کاندھے سے کاندھا ملا کر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا، اور متحدہ ومشترکہ جدوجہد کے ذریعہ اس ملک کی مذہبی قدروں کو بچانا ہوگا، ہم مغرب کی علمی اور تکنیکی ترقی سے استفادہ کرنے کے خلاف نہیں ہیں، لیکن ہم مادی ترقی کے نام پر اپنے روحانی ورثہ سے محرومی اور اخلاقی روایات کی پامالی کو بھی گوارہ نہیں کرسکتے۔

○ ہم اس موقعہ پر تمام مذہبی پیشواؤں، روحانی شخصیتوں اور سماجی واصلاحی تنظیموں سے خواہش کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب کے زیر اثر مادیت کے غلبہ نے ایک اخلاقی اور روحانی خلا پیدا کردیا ہے، یہ صورت حال کسی بھی طرح ہمارے اس ملک کے حق میں مفید نہیں ہے، یہ مادیت شہوات کی غلامی کی طرف لے جاتی ہے اور فطرت سے بغاوت پر آمادہ کرتی ہے اور بالآخر یہ کسی بھی قوم کی تباہی وبربادی کا سبب بنتی ہے، اس لئے اہل مذہب، مذہبی پیشواؤں، رہنماؤں، سلیم الفکر سماجی تنظیموں اور کارکنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میں رہنے والوں کو مادہ پرستی کی رو میں بہنے نہ دیں اور ان میں مذہبی، روحانی اور اخلاقی قدروں کو باقی رکھنے کے لئے جدوجہد کریں۔

○ بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے مذہبی قائدین، علماء، مشائخ اور دانشوروں کو یاد دلاتا ہے کہ امت کی اصلاح کرنا، سماج کو شرعی احکام کا پابند بنانا اور مسلمانوں کو غیر شرعی رسم ورواج سے بچانا آپ کا فریضہ منصبی ہے، اور اس سلسلہ میں آپ عنداللہ جوابدہ ہیں، اس لئے آپ کو چاہئے کہ کتاب وسنت کے مقرر کئے ہوئے اصول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے طریقہ اصلاح کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے امت کی اصلاح اور خاص کر معاشرہ کی بگاڑ سے حفاظت کی طرف پوری پوری توجہ دیں، اور برادران وطن کے سامنے بھی اسلام کے سماجی نظام کی اہمیت، شریعت میں خواتین کے حقوق کی پاسداری، پوری انسانیت کے ساتھ امن وسلامتی، صلح جوئی، اور حسن سلوک کی اسلامی تعلیمات کو پیش کریں تا کہ حقائق لوگوں کے سامنے آسکیں اور غلط فہمیاں دور ہوسکیں۔

اعلامیہ بھوپال بموقع اٹھارہواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۲۹،۳۰/اپریل وکیم مئی ۲۰۰۵ء دارالعلوم تاج المساجد بھوپال

قول وعمل کے ذریعہ

اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں

- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ نمائندہ اجلاس جس میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر، مختلف جماعتوں اور تنظیموں کے نمائندے شریک ہیں، مسلمانانِ عالم کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کو مسلکی، تنظیمی اور نسلی بنیادوں پر تقسیم کرنے، ان کی صفوں میں بکھراؤ پیدا کرنے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف اکسانے کی منظّم سازش کی جارہی ہے، جس کا مقصد امت مسلمہ کو کمزور، بے اثر اور بے وقار کرنا اور ان کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مغربی استعماریت کو تقویت پہونچانا نیز عالم اسلام اور ترقی پذیر ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا اور بالواسطہ طریقہ پر پوری دنیا میں صیہونی تسلط قائم کرنا ہے، مسلمان خواہ کہیں بھی ہوں اور ان کا تعلق کسی بھی رنگ ونسل اور زبان وعلاقہ سے ہو، لیکن وہ ایک ہی امت کے افراد ہیں، اور پیغمبر اسلام ﷺ نے حاملین حق کا جو قافلہ مرتب کیا ہے وہ اس کا ایک حصہ ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اور خاص کر عالم اسلام کو مغرب کی اس سازش کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور ہرگز ان کا آلۂ کار نہیں بننا چاہئے۔
- یہ ایک حقیقت ہے کہ اس امت کے درمیان جتنے اختلافی مسائل ہیں ان سے کہیں زیادہ وہ امور ہیں جن پر پوری امت کا اتفاق ہے، موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ

اختلافی نکات کو ابھارنے کے بجائے مشترک قدروں کو سامنے رکھتے ہوئے اتفاق و اشتراک کی فضاء پیدا کی جائے، اور دشمنانِ اسلام کو اس کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ ہماری صفوں میں بکھراؤ پیدا کردیں۔

❍ اس اجلاس کا احساس ہے کہ مغربی طاقتیں نہ صرف مسلمانوں میں انتشار پیدا کر رہی ہیں، بلکہ جو لوگ اپنے آپ کو تہذیب کا علمبردار اور انسانی حقوق کا پاسدار کہتے ہیں وہی امتِ مسلمہ کے جذبات کو مجروح کرنے اور ان کے دلوں کو زخمی کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے ہیں، مذہب سے دوری بلکہ مذہبی افکار و اقدار سے بیزاری ،نفسانیت اور مادیت کی غلامی کی وجہ سے مغربی اقوام کو اس کا احساس بھی شاید باقی نہیں رہا کہ مسلمان اپنے مذہبی شعائر کے ساتھ کتنی محبت و توقیر کے جذبات اور اسلامی شعائر پر اپنی جان نثار کردینا ''کھونا'' نہیں بلکہ ''پانا'' ہے۔ گذشتہ دنوں اہانت آمیز کارٹون اور بعض دوسرے اشتعال انگیز بیانات کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی بالارادہ کوشش کی گئی ہے، ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی ناشائستہ حرکتیں انسانی حقوق کے احترام کے مغائر ہیں اور انسانی شرافت اور علمی دیانت کے بھی خلاف ہیں، اس لئے دنیا میں امن و آشتی کو قائم رکھنے اور بقاء باہم کے اصول پر تمام گروہوں کے اپنے تشخصات کے ساتھ باقی رہنے کے لئے ایسی دل آزار حرکتوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مسلمانوں نے قرآن شریف کی ہدایت کے مطابق ہمیشہ دوسروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

❍ یہ اجلاس مسلمانوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی منصوبہ بند کوششوں پر نظر رکھیں، کچھ فرقہ پرست عناصر کوشاں ہیں کہ مسلمانوں کو مشتعل اور بے برداشت کیا جائے، ایسی باتیں کہی جائیں کہ مسلمان سڑک پر نکل آئیں اور پھر مشتعل مزاجی کے نام پر انہیں بدنام کیا جائے اور مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے، مسلم دشمنی کے نام پر

ہندوستان کے اکثریتی فرقہ کو متحد کیا جائے اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے، ہم سمجھداری سے کام لے کر بے موقع اشتعال سے بچ کر ایسی سازشوں کو ناکام و نامراد کردیں۔

❍ اجلاس کو اس بات پر افسوس ہے کہ ذرائع ابلاغ جن کا فریضہ حقائق اور سچائیوں کو پیش کرنا ہے اور جن کا معاشرہ کی تعمیر میں نہایت اہم کردار ہے وہ بہت سی دفعہ صحیح راہ سے منحرف ہوجاتے ہیں اور کسی خاص گروہ کو بدنام، بے آبرو اور بے توقیر کرنے کے لئے دانستہ یا نادانستہ کچھ لوگوں کا آلۂ کار بن جاتے ہیں، کسی بات کو بلاتحقیق ایک واقعہ کی حیثیت سے پیش کرنا، کسی واقعہ کی غلط توجیہ کرنا، یا اس کے صرف ایک پہلو کو پیش کرنا اور دوسرے کو نظر انداز کرنا بددیانتی ہے، گذشتہ دنوں عالمی سطح پر بھی اور ہندوستان کی سطح پر بھی بعض واقعات کے سلسلہ میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی جو کوششیں کی گئیں وہ نہایت ہی افسوسناک اور قابل مذمت ہیں، بورڈ ذرائع ابلاغ کے اداروں سے خواہش کرتا ہے کہ وہ اپنے فریضۂ منصبی کو محسوس کریں، مسلمانوں کی کردارکشی کے رویہ سے بچیں اور مسلمان جماعتوں، تنظیموں، اداروں اور شخصیتوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے قول وعمل کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ ہمارے گروہی اختلافات قانونِ شریعت کی غلط تصویر پیش کئے جانے کا سبب نہ بن جائیں۔

❍ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف نہ صرف عسکری بلکہ فکری یلغار بھی جاری ہے اور اس صورت حال نے صلیبی جنگوں کی یاد تازہ کردی ہے، لیکن مسلمانوں کو ایسے واقعات سے ہرگز حوصلہ نہ ہارنا چاہئے اور شکستہ دل نہیں ہونا چاہئے، عالم اسلام اور امت مسلمہ پر پہلے بھی ایسے حالات گذر چکے ہیں، ان حالات نے وقتی طور پر مسلمانوں کو ضرور زخم پہونچایا ہے، لیکن اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی اپنے دین سے وابستگی پر کبھی کوئی آنچ نہ آسکی، موجودہ سخت اور مشکل ترین حالات کی بہت سی

خوشگوار جہتیں بھی ہیں، مسلمانوں کی ایمانی حمیت میں اضافہ ہوا ہے، نئی نسل میں اپنے دین سے وابستگی اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی کا جذبہ بڑھا ہے، پوری دنیا میں دعوت اسلام کی کوششیں شروع ہوگئی ہیں، لوگ قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جاننے اور حقائق کو سمجھنے کے لئے کوشاں ہیں، اور یہ سوچ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نتیجہ خیز اور ثمر آور ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو تو شکست دی جا سکتی ہے، لیکن اسلام کو شکست نہیں دی جا سکتی ہے، اس دین کو معقولیت، قانون فطرت سے ہم آہنگی، دل و دماغ کو فتح کرنے کی صلاحیت اور اس کی سادگی اور انسانی ضرورتوں و مصلحتوں سے توافق وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے ہمیشہ مخالف فاتحین کے دلوں کو فتح کیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حوصلہ و ہمت سے کام لیں، شکستہ دل نہ ہوں، اور اپنے اندر داعیانہ کردار پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس بات کو فراموش نہ کریں کہ مسلمان جس ماحول میں رہتا ہے وہ وہاں خیر، انسانیت نوازی، عدل وانصاف کی قدروں کو فروغ دیتا ہے اور مسلمانان ہند نے اپنی اسی ذمہ داری کو فراموش کر دیا وہ اس ملک میں انسانیت نوازی، عدل و انصاف، غم خواری و ہمدردی کے نقیب اور علمبردار بن کر ابھریں۔

○ مسلمانوں کو یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہئے کہ موجودہ حالات میں پوری دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً اسلام کی حفاظت اور امت کو ان کے دین سے جوڑے رکھنے میں دینی مدارس کا نہایت اہم کردار ہے، اگر کہا جائے کہ یہ مسلمانوں کے ملی و مذہبی وجود کے لئے شہ رگ کا درجہ رکھتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا، مدارس کے اس کردار کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس امت کے تعاون سے چلیں اور حکومت کے اثر سے آزاد رہیں، اسی لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے حکومت کے زیر نگرانی ''مدرسہ بورڈ'' کے قیام کی تجویز سے اختلاف کیا ہے، مسلمان مدارس و مکاتب کے نظام کو فروغ دیں، اس کو تقویت پہونچائیں اور اس دوستی نما دشمنی سے اپنی تعلیم گاہوں کو بچائیں، ورنہ تعاون کے

نام پر بتدریج مدارس کے نظام میں مداخلت کی راہ ہموار ہوگی، اور اس کے نقصانات نہایت سنگین ہوں گے، اسی لئے مدارس کے ذمہ داروں اور اساتذہ کا فریضہ ہے کہ وہ ان اداروں کو دوسروں کے تعاون سے بے نیاز رکھیں۔

○ ہر قیمت پر اپنی صفوں کو متحد رکھنا، اپنے قول و فعل کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا، اپنے اجتماعی فیصلوں میں حکمت و تدبر کے پہلو کو محفوظ رکھنا، بے موقع اشتعال سے اپنے آپ کو بچانا اور دینی مراکز کو تقویت پہونچانا موجودہ حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں اور خاص کر مسلمانانِ ہند کی ذمہ داری ہے، اس کے بغیر ہم ان سازشوں کو ناکام نہیں بنا سکیں گے، جس کے جال ہمارے گرد بُنے جا رہے ہیں۔

اعلامیہ چنئی بموقع انیسواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۱۰/تا ۱۲/جنوری ۲۰۰۷ء بیت الحجاج، چنئی، (تامل ناڈو)

برادران وطن تک اسلام کے

فلسفہ قانون کو پہنچائیں

❍ شریعت اسلامی خدا کی بھیجی ہوئی آخری شریعت ہے، جس سے قیامت تک انسانیت کی ہدایت وفلاح متعلق ہے، مسلمان اس دین خداوندی کے امین ہیں اور پوری انسانیت تک خدا کے اس پیغام کو پہنچانا امت کا فریضہ ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم خود اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوں، اور اس کے مطابق عمل کریں، اگر ہم خود شریعت پر عمل پیرا نہ ہوں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ حکومت ہمارے قانون کی حفاظت کرے گی، تو یہ سادہ لوحی ہوگی، آج مسلم معاشرہ میں بہت سی برائیاں درآئی ہیں، خاص کر شادی بیاہ میں بے جا مطالبہ، فضول خرچی، رشتہ داروں کے حقوق سے بے اعتنائی، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کا نکاح نہ ہونا اور ان سے متعلق حقوق کی عدم ادائیگی، عورتوں کو حق میراث سے محروم رکھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ ربط وتعلق میں شریعت اسلامی کو رہنما بنانے کے بجائے رسم ورواج کو معیار بنانا، یہ ایسی برائیاں ہیں، جو آج دوسرے ہمسایوں سے متأثر ہو کر مسلم سماج کا حصہ بن چکی ہیں، علماء اور خطباء کا فریضہ ہے کہ وہ ان کے بارے میں پوری قوت کے ساتھ عام مسلمانوں کو آگاہ کریں، مذہبی تنظیموں، سماجی کارکنوں اور تعلیمی اداروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں سماج کو ان برائیوں سے دور رکھنے میں اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کریں اور مثالی اسلامی معاشرہ کی تشکیل کریں، ایسا معاشرہ جس میں کسی پر ظلم نہ ہوتا ہو، ایسا

معاشرہ جس میں کوئی شخص کس مپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور نہیں ہو، ایسا معاشرہ جس میں تمام طبقات کو اس کے حقوق دیئے جاتے ہوں، کیوں کہ ہم اپنے عمل سے ہی اسلام کا صحیح اور مؤثر تعارف کرا سکتے ہیں۔

❍ شریعت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور خاص کر قانون دانوں اور دانشوروں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اسلامی شریعت پوری طرح انسانی فطرت، انسانی ضرورتوں اور عقل کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے، جس میں ہر طبقہ کے ساتھ عدل وانصاف اور حقوق کے درمیان توازن اور اعتدال سے کام لیا گیا ہے، کیوں کہ یہ شریعت خدا کی بھیجی ہوئی ہے اور خدا سے بڑھ کر انسان کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے کوئی اور ذات آگاہ نہیں ہوسکتی، افسوس کہ اس بات پر بہت کم توجہ دی گئی کہ جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں میں شریعت اسلامی کی تفہیم کی کوشش کی جائے، بحمد للہ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے اور وہ خاص طور پر محقق علماء، ارباب افتاء، وکلاء اور دانشوروں سے اپیل کرتا ہے کہ اس موضوع پر باہمی مذاکرات رکھے جائیں، قانون شریعت کو سمجھا اور سمجھایا جائے اور برادران وطن تک بھی اسلام کے فلسفۂ قانون کو پہنچایا جائے۔

❍ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ مسلمانوں کو اس جانب متوجہ کرتا ہے کہ حق کے مقابلہ میں ہمیشہ باطل کی یلغار ہوتی رہی ہے، قرآن مجید میں انبیاء کے جو قصص وواقعات ذکر کئے گئے ہیں، وہ اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ باطل کے پرستاروں نے داعیان حق کا استقبال کیا ہو اور انہیں پھولوں کے ہار پہنائے ہوں، بلکہ ہمیشہ ان کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، سبّ وشتم سے ان کا استقبال کیا گیا، انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، یہاں تک کہ بعض دفعہ انہیں ترک وطن پر بھی مجبور ہونا پڑا، آج بھی دنیا میں اسلام اور امت اسلامیہ کے خلاف جو فکری، تہذیبی اور عسکری یلغار ہو رہی ہے اور ذرائع ابلاغ کی قوت سے فائدہ اٹھا کر مظلوموں کو ظالم کے کٹہرے میں کھڑا کیا جارہا ہے، یہ اسی کا تسلسل ہے اور انشاء

اللہ بالآخر حق اور سچائی ہی کو کامیابی حاصل ہوگی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی گروہ کا راہ حق پر قائم رہنا اور باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہونا بجائے خود اس کی کامیابی ہے، اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دین پر پوری قوت کے ساتھ ثابت قدم رہیں، وہ معاندین کی ریشہ دوانیوں سے مرعوب نہ ہوں اور اپنے آپ کو بہر حال احساس کمتری سے بچائیں، کیوں کہ دنیا میں یہی ایک ایسی امت ہے جو اپنے پاس خدا کی محفوظ کتاب رکھتی ہے، جس کا رشتہ ایسے نبی سے ہے جس کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے اور جو اس گئی گزری حالت میں بھی واحد ایسی قوم ہے، جو اپنی عملی زندگی میں خدا کے بھیجے ہوئے دین سے مربوط ہے، اس وقت مغرب کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر جو پتھر پھینکے جا رہے ہیں، اس کی مثال ان پتھروں کی سی ہے جو محروم لوگوں کی طرف سے کسی پھل دار درخت پر پھینکے جاتے ہیں۔

❍ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں، دین پر استقامت اور اتحاد امت، اگر مسلمان اپنی صفوں میں وحدت کو باقی رکھیں اور بکھراؤ نہ پیدا ہونے دیں، تو ان کی طاقت بے پناہ ہوجائے گی، کیوں کہ وہ حقیقی معنوں میں ایسی امت ہیں، جو پوری دنیا میں عددی اعتبار سے اکثریت کی حامل ہے، جس میں افرادی قوت میں اضافہ کی رفتار تمام مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ ہے اور جو اپنے فکر وعقیدہ کے اعتبار سے انسانی وحدت کی داعی ہے، خود ہمارے ملک میں وہ دوسری بڑی اکثریت ہے اور ملک کے چپہ چپہ پر نہ صرف اس کے وجود کے، بلکہ اس کی خدمات کے نقوش بھی ثبت ہیں۔

❍ بورڈ کا یہ اجلاس حکومت ہند کو نہایت افسوس کے ساتھ اس رویہ پر متنبہ کرتا ہے کہ وہ مظلوموں کی ناصر ومددگار ہونے کے بجائے ظالموں کے ساتھ دوستی کا حق ادا کر رہی ہے، وہ امریکہ کی ہر آواز پر لبیک کہتی ہے اور اس کے غیر حقیقت پسندانہ رویہ کی بھی آنکھ بند کرکے تائید کرتی جا رہی ہے، حالاں کہ افغانستان وعراق اور ایران کے معاملہ میں اس کا نامنصفانہ اور جابرانہ طرز عمل کھلی کتاب ہے، اسرائیل سے ہمارے ملک کے بڑھتے ہوئے

تعلقات فلسطینیوں کی مظلومیت اور ان کے خلاف روا رکھی جانے والی دہشت گردی کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ ہیں، حکومت کو اپنے اس رویہ سے باز آجانا چاہئے۔ ہندوستان غیر جانبدار تحریک کے بانی ممالک میں ہے، جس کا مقصد بین الاقوامی سطح پر انصاف کو قائم رکھنا اور کمزور چھوٹے ممالک کی سلامتی کو یقینی بنانا تھا، اس سے زیادہ افسوس ناک بات اور کیا ہوگی کہ خدا نے جس خطہ کو مقتدا اور رہنما کی حیثیت دی ہے، وہ بعض ظالم وجابر بڑی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر رہنے پر راضی ہوجائے۔

❍ بورڈ کا یہ اجلاس سرمایہ دار مسلمانوں اور تجارت پیشہ لوگوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس ملک میں جدید ذرائع ابلاغ میں حصہ دار بننے کی کوشش کریں، خاص کر انگریزی اور مقامی زبانوں میں پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ عام لوگوں تک درست اور سچا پیغام پہنچانے کی سعی کریں، تاکہ لوگ پروپیگنڈوں اور غلط فہمیوں کی دنیا سے باہر آسکیں، اور حقائق سے واقف ہونے میں ان کی مدد ہوسکے۔

❍ بورڈ عالمی اور ملکی سطح پر اس طرز عمل کی سخت مذمت کرتا ہے کہ بلا تحقیق مسلمان نوجوانوں پر الزام عائد کیا جاتا ہے اور الزام ثابت ہونے سے پہلے ہی ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے، جو شاید مجرموں کے ساتھ بھی اختیار کرنا انسانیت، اخلاق اور انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں کے خلاف ہے۔ دہشت گردی کی تعریف آج بین الاقوامی سطح پر نہ تنظیم اقوام متحدہ نے متعین کی اور نہ ملکی سطح پر اس کو متعین کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بے قصور کی جان ومال پر حملے کو جس نے کوئی جرم نہ کیا ہو قرآن کریم انسانیت کے خلاف جرم (Crime against Humanity) قرار دیتا ہے۔ چاہے یہ حملہ فرد کرے، کوئی گروہ یا ریاست یا حکومت کی جانب سے ہو دراصل یہی دہشت گردی ہے۔ مسلمان ہرگز دہشت گردی کی تائید نہیں کرتا، لیکن یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ دہشت گردی کیا ہے؟ اور دہشت گردی کے اسباب کیا ہیں؟ جب کسی قوم کو

انصاف حاصل نہیں ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھنے لگتی ہے کہ کوئی ایسی جگہ موجود نہیں ہے، جو ان کو انصاف فراہم کرے تو اسی سے لاقانونیت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ اس لیے حکومت کو چاہئے کہ وہ ان اسباب پر بھی غور کرے، جو دہشت گرد پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں اور تمام لوگوں کو یکساں طریقہ پر انصاف فراہم کرے، تاکہ دہشت گردی کی جڑیں کھوکھلی ہوجائیں۔ دہشت گردی کو صرف قانون ونظم (Law and Order) کا مسئلہ نہ سمجھا جائے اور حکومت اس کے اسباب پر غور کرکے اور جن کو مظلومیت کا شدید احساس ہے ان کی شکایات کا ازالہ کرے اور ان کو انصاف کا یقین دلائے، نیز اس سلسلہ میں امریکہ کی ہدایات کو اپنے لئے مشعل راہ نہ بنائے، کیوں کہ امریکہ اس وقت جن لوگوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے، ان سب کو خود اسی نے پروان چڑھایا ہے، وہ خود افراد اور حکومتوں کو ان لوگوں کے خلاف استعمال کرتا ہے، جن کو زیر کرنا مقصود ہو، اور جب ان کا رخ امریکہ کی ظلم وزیادتی کی طرف مڑتا ہے تو خود ہی انہیں دہشت گرد قرار دیتا ہے، ہندوستان ایک عظیم ملک اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے، اس کو چاہئے کہ ایسی باہری طاقت جس کے اپنے خاص استعماری مقاصد ہیں اس کی ہمنوائی نہ کرے، اپنی آزادی، وقار اور عظمت کا سودا نہیں کرے، اور ہندوستان کی روایت کے مطابق ایک انصاف پسند اور حق کے طرفدار ملک کی حیثیت سے اس کی شناخت باقی رہے۔

اعلامیہ کولکاتا بموقع بیسواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۲۹ فروری، ۱، ۲ مارچ ۲۰۰۸ء کولکاتا

ہم اپنے سماج میں تعلیم کو عام کریں

○ اس وقت دنیا امن وآشتی کے سلسلہ میں ایک عام بے چینی سے گذر رہی ہے، مشرق سے مغرب تک ہر جگہ انسان عدم تحفظ کے احساس سے گزر رہا ہے، اور ساری دنیا میں لوگ اس کے علاج اور تدارک کے لیے کوشاں اور سرگرداں ہیں، لیکن افسوس کہ اس سلسلہ میں ہونے والی کوشش درخت کو آبیار کرنے کے لیے جڑوں کی بجائے ٹہنیوں پر پانی ڈالنے کے مترادف ہے، حقیقت یہ ہے کہ امن وامان کی جڑیں عدل وانصاف کی زمین میں پیوست ہیں، جو سماج عدل وانصاف سے محروم ہو، جہاں غیر معمولی معاشی ناہمواری پائی جائے، جہاں لوگوں کو اپنے تہذیبی تشخص اور انفرادیت کے ساتھ رہنے کا موقع نہیں دیا جائے؛ جہاں ایک مذہب کے ماننے والے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ جبر وتشدد کا راستہ اختیار کریں گے، یہاں تک کہ ان کے مذہبی مقدس مقامات پر جبراً قبضہ کرنے کے درپے ہوں، جہاں ذات برادری اور نسل ونسب کے نام پر تفریق روا رکھی جائے، اور ایک انسانی گروہ دوسرے انسانی گروہ کو حقارت کی نظر سے دیکھے، وہاں محض آتش وآہن کی طاقت سے پائیدار امن قائم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بعض عناصر ملک میں دہشت گردی کو مسلمانوں سے جوڑ کر ان کے خلاف نفرتوں کو ابھارنے کے اپنے ایجنڈہ کو روبہ عمل لارہے ہیں اور ملک کی داخلی سلامتی اور پولس کے محکموں کے بعض عہدیدار مسلم نوجوانوں کو گرفتار کرکے، طویل عرصہ تک بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں رکھ کر اور ان کو ایذا پہنچا کر ان عناصر کی مدد کررہے ہیں اور مسلمانوں میں خوف وہراس کی کیفیت پیدا کررہے

ہیں۔اس سلسلہ کوختم کرنا ملک میں باہمی اعتماد کی فضا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج عالمی طاقتیں ان بنیادی اسباب کی طرف توجہ کرنا نہیں چاہتیں، جو دنیا میں بدامنی کا اصل سبب ہیں، اس کی ایک کھلی ہوئی مثال اسرائیل ہے، جو نسلی امتیاز پر یقین رکھتا ہے، جس نے فلسطین کے بڑے حصہ پر جابرانہ قبضہ کر رکھا ہے، اور جس کی خوں آشامی اور ظلم وبربریت اتنی واضح ہے جس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں، اور جو اقوام متحدہ کی کتنی ہی تجاویز کو نہایت بے شرمی سے مسترد کر چکا ہے، مگر اس کے باوجود اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جاتی، اور اس کے نیوکلیئر عزائم سے آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں، پس جب تک انصاف کے لیے انصاف کے دوہرے پیمانے ختم نہیں کیے جائیں گے، اور تمام گروپوں کے ساتھ انصاف اور مساوات کا یکساں رویہ اختیار نہیں کیا جائے گا، یہ دنیا ہرگز امن وامان کا گہوارہ نہیں بن سکے گی، اور نفرت کے کانٹوں کی جگہ محبت کے پھولوں کی جگہ نہیں بن سکے گی؛ اس لیے پوری انسانیت اور خاص کر عالمی طاقتوں کا فریضہ ہے کہ وہ دہشت گردی اور بدامنی کے حقیقی اسباب پر توجہ دیں اور عدل وانصاف کا رویہ اختیار کریں؛ تاکہ غیر سماجی عناصر کے لیے سماج میں جگہ نہیں رہے۔

- یہ اجلاس عالم اسلام اور ملت اسلامیہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مقامات مقدسہ کی حفاظت کو تمام علاقائی مفادات سے بالاتر رکھیں، مسجد اقصیٰ کے سلسلہ میں اسرائیل کی جو سازشیں منظر عام پر آرہی ہیں، وہ نہایت قابل تشویش ہیں، یقیناً اسرائیل کا یہ اقدام عالمی قانون کی دھجی اڑانے کے مترادف ہے، اور اس پر عالم اسلام اور عالم عرب کی خاموشی انتہائی قابل تأسف ہے، ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ مسلک ومشرب کے اختلافات سے بالاتر ہوکر اس صورتِ حال کا مقابلہ کرے، اور اپنے مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے کمر بستہ ہوجائے۔

- مسلمانانِ ہند کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت ہند کو متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ ہمارا ملک اتنا

عظیم ہے، جس سے کئی مذاہب کی تاریخ جڑی ہوئی ہے، ویدک دھرم یہیں پیدا ہوا، اور یہیں اس نے ترقی کی منزلیں طے کیں، اسی سرزمین سے بدھ ازم کا آغاز ہوا، اور یہیں یہ مذہب پروان چڑھا، جین اور پارسی مذاہب کی تاریخ بھی ہندوستان میں بہت قدیم ہے، اسلام عہد نبویؐ ہی میں ہندوستان پہنچ چکا تھا، گویا روم وایران سے پہلے اسلام کی روشنی اس ملک میں پہنچ چکی تھی، اور عہد فاروقی میں تو اسلام کے یہاں آنے پر مؤرخین متفق ہیں، پھر جب مسلمان ایران کے راستہ سے ہندوستان پہنچے، تو انہوں نے اسی سرزمین کو اپنا مسکن بنایا، اور اپنے خون جگر سے سینچ کر اسے جنت نشاں کر دیا، یہیں سکھ دھرم کی پیدائش اور نشونما ہوئی، غرض کہ یہ ملک مذاہب کا گہوارہ رہا ہے اور یہی رنگارنگی اس کے حسن کا راز ہے، کچھ اخلاقی قدریں وہ ہیں جن کو تمام ہی مذاہب میں تسلیم کیا گیا ہے، اور جن کی حیثیت مذاہب کی مشترکہ اقدار کی ہے، ہمارے لیے ضروری ہے کہ مذہب کی ان مشترکہ مقدس اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں۔

- ادھر یہ بات محسوس کی جارہی ہے کہ گلوبلائزیشن کے نام پر مغربی دنیا نہ صرف اپنا سامان تجارت مشرقی ممالک کی وسیع منڈیوں میں پہنچا رہی ہے؛ بلکہ اپنے افکار اور اپنی تہذیب کو بھی ترقی پذیر ممالک میں برآمد کرنے کے لیے کوشاں ہے، اور ہندوستان جیسا بڑا ملک جو افرادی وسائل اور علمی وصنعتی ترقی کے اعتبار سے عالمی حیثیت کا حامل ملک ہے، مغرب کے سامنے نہ صرف اپنی معاشی پالیسیوں میں سرتسلیم خم کرتا جارہا ہے، بلکہ اپنی سماجی قدروں سے بھی منہ موڑنے کو تیار ہے، جس کی ایک مثال ہماری معزز عدالتوں کے بعض وہ فیصلے ہیں جو ماضی قریب میں آتے رہے ہیں، بالخصوص ہم جنسی پر مبنی تعلقات پر مبنی فیصلہ، نیز اس فیصلے کے اثر کو زائل کرنے کے سلسلہ میں حکومت کی عدم دلچسپی اور بے توجہی بھی ایک اخلاقی المیہ سے کم نہیں ہے، ایک محبّ وطن شہری اور ملک کے بہی خواہ کی حیثیت سے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ایسے مخرب اخلاق فیصلوں کو روکیں، اور ان کے خلاف سدراہ بن جائیں نیز

ہم اپنی معزز عدالتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری کومحسوس کرتے ہوئے ایسے فیصلوں سے گریز کریں جو مذاہب کی مسلمہ قدروں اور ملک کی اخلاقی روایات کے خلاف ہیں نیز اس بات کو بھی ملحوظ رکھیں کہ ان کا منصب قانون کی تشریح ہے نہ کہ وضع قانون! خاص کر مذہبی امور کے فیصلوں میں اس کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اس مذہب کی مستند ومعتبر شخصیتوں کی توضیحات کو بنیاد بنا کر رائے قائم کی جائے اور یہی عدالتوں کی سابقہ روایت رہی ہے۔

- بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں کو یاد دلاتا ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنے مذہب، اپنی ثقافت اور اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتی، وہ اپنے تشخصات کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتی، ہم خود اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کریں اور ہم امید رکھیں کہ دوسرے لوگ ان تعلیمات کی حفاظت کریں گے، اسے خوش فہمی ہی کہا جا سکتا ہے، اگر مسلمان اپنے مذہب پر خود کاربند رہیں، شریعت پر اپنے آپ کو قائم رکھیں تو کوئی طاقت انہیں اس سے نہیں روک سکتی؛ اس لیے آیئے ہم عہد کریں کہ اپنی شادی وبیاہ کی تقریبات کو سنت کے مطابق انجام دیں گے، ہم اسراف اور فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچائیں گے، ہم سماجی دباؤ کے ذریعہ بے جا طلاق کے واقعات کو روکیں گے، ہم اپنے خاندانی اور سماجی نزاعات کو حل کرنے کے لیے دار القضاء سے رجوع کریں گے، اور کتاب وسنت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے، ہم ایک ایسے سماج کی تشکیل کریں گے، جس کی بنیاد انصاف، اخوت، ایثار، حقوق کی ادائیگی، امن وامان اور ایک دوسرے کی رعایت پر ہو، ہم اختلاف رائے کے باوجود اتحاد واشتراک کے ساتھ ملت کے مسائل کو حل کریں گے، اور اس ملک میں ایک با مقصد اور داعی امت کا کردار ادا کریں گے کہ اسی میں ہمارے لیے دنیا کی سرفرازی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی۔
- سماجی اصلاح کا موضوع تعلیم سے جڑا ہوا ہے جو گروہ تعلیم سے بے بہرہ ہو اور جس نے جہالت کے سامنے ہتھیار ڈال دیا ہو وہ فکری بے سمتی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور عمل

کے میدان میں پیچھے رہ جاتی ہے اس لئے وقت کا اہم فریضہ ہے کہ ہم اپنے سماج میں تعلیم کو عام کریں، ایک تعلیم یافتہ امت کی حیثیت سے ہماری شناخت قائم ہو اور ہم اس بات کا عملی ثبوت فراہم کریں کہ ہمارا تعلق ایک ایسے پیغمبر سے ہے جو معلم انسانیت ہے اور ایک ایسی کتاب سے ہے جس میں سب سے پہلے علم وقلم کا ذکر کیا گیا ہے اور پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اعلامیہ لکھنؤ بموقع اکیسواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۱۹/۲۰/۲۱/مارچ ۲۰۱۰ء لکھنؤ

شعائرِ اسلامی کی حفاظت ہمارا دینی فریضہ ہے

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم ، اما بعد !

○ اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ ہم ایک ایسی اُمت ہیں، جس کے پاس اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے آخری رسول محمد ﷺ کا اُسوہ موجود ہے اور اللہ نے ہمیں ایسی شریعت سے نوازا ہے، جو پوری طرح انسانی فطرت سے ہم آہنگ، انسانی ضرورتوں کو پوری کرنے والی اور عقل کے تقاضوں کے مطابق ہے، یہ خدا کی لازوال نعمت ہے، جو اس اُمت کو دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہے، اس پس منظر میں ہمارا فریضہ ہے کہ:

ہماری پوری زندگی شریعتِ اسلامی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو، عقیدہ و عبادت سے لے کر مالی معاملات اور لوگوں کے ساتھ اخلاق وسلوک غرض ہر شعبہ زندگی میں ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر قائم رہیں، خاص کر سماجی زندگی سے متعلق شریعت کی ہدایات --- جس کو ہم مسلم پرسنل لا کہتے ہیں --- پر رضا ورغبت کے ساتھ ہمارا عمل ہو، ہماری تقریباتِ نکاح سادگی کا مظہر ہوں، طلاق کے بے جا واقعات سے ہمارا سماج محفوظ رہے، اللہ کے حکم کے مطابق میراث کی تقسیم عمل میں آئے، والدین، زوجین اور اولاد کے حقوق کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ادا کیا جائے خاص کر خواتین کو اسلام نے جو عزت و احترام کا مقام دیا ہے اور ان کے ساتھ خصوصی حسن سلوک کی ہدایت کی ہے اس کو ملحوظ رکھیں، اور کتاب وسنت کی اساس پر ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کی جائے، جو عدل وانصاف سے معمور ہو اور جس میں ہر شخص کے لئے محبت کے جذبات ہوں، اگر ہم نے خود اپنے آپ

پر شریعت اسلامی کو نافذ نہیں کیا اور عملی زندگی میں اس کی حفاظت نہیں کی تو کیوں کر اُمید کی جاسکتی ہے کہ حکومتیں یا عدالتیں ان قوانین کی حفاظت کریں گی۔

○ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب کسی معاملہ میں نزاع اور اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اپنا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے پاس لے جایا جائے اور وہاں سے جو بھی فیصلہ ہو اس کو بسر وچشم قبول کیا جائے، رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی حکم میں دار القضاء اور اس کے قضاۃ ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق فیصلے کرتے ہیں؛ اس لئے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم عائلی مسائل سے متعلق اپنے معاملات کو دار القضاء میں لے جائیں اور کتاب وسنت کی بنیاد پر قاضی شریعت جو بھی فیصلہ کرے، اسے دل کی آمادگی کے ساتھ قبول کریں، چاہے بظاہر وہ ہمارے ذاتی مفادات اور جذبات کے خلاف ہی کیوں نہ نظر آئے، یہی ایک مرد مومن کے لئے امتحان کا موقع ہے اور یہی ایمان کامل کی علامت ہے کہ ہماری چاہت کے خلاف بھی اللہ ورسول کی نسبت سے کوئی حکم ہو تو ہم سر تسلیم خم کردیں، شریعت بھی ہمیں اس کا حکم دیتی ہے اور ہمارے ملک کا قانون بھی ہمیں اس سے روکتا نہیں ہے۔

○ شریعت اسلامی کے ساتھ ساتھ شعائرِ اسلامی کی حفاظت بھی ہمارا دینی وملی فریضہ ہے اور مساجد ودینی مدارس ہمارے ملی وجود کی روشن علامت ہیں، ہم دینی مدارس کے نظام میں کسی مداخلت کو قبول نہیں کرسکتے کیونکہ اسکی حیثیت ملت اسلامیہ کے لئے شہ رگ کی ہے اور دینی وملی خدمات کے تمام شعبوں میں مدارس ہی سے خون جگر فراہم ہوتا ہے، اسلئے ہمیں مدارس کے نظام کو تقویت پہونچانا چاہئے اور اس بات کی سعی کرنی چاہے کہ مسلمان بچے کوئی بھی تعلیم حاصل کریں، لیکن بنیادی دینی تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں، نیز مذہبی اوقاف ملت کے لئے نہ صرف ایک عظیم اثاثہ ہیں بلکہ یہ ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے، اسلئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے اوقاف کی حفاظت پر خصوصی توجہ دیں اور حسب ضرورت قانونی چارہ جوئی کا حق استعمال کریں، مسلمان خود بھی اوقافی جائدادوں کا احترام کریں اور اچھے مقاصد

کے لئے اپنے آباء واجداد کی طرح نئے اوقاف قائم کرنے کا بھی اہتمام کریں۔

❍ اللہ نے ہمیں ایک ایسے ملک میں پیدا کیا ہے، جس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے موجود ہیں اور برادران وطن میں بھی اکثریت انصاف پسند واقع ہوئی ہے اور سچائی کی متلاشی ہے اور اگر سنجیدگی سے کوئی بات پیش کی جائے تو وہ اس کو قبول کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں، اس لئے ایک داعی اُمت کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسلام کی روشن تعلیمات ان تک پہنچائیں، عقیدہ توحید سے انھیں آشنا کرائیں، محمد رسول اللہ ﷺ کی انسانیت نوازی سے انھیں آگاہ کریں اور اسلام کے پیش کئے ہوئے نظام حیات کی اہمیت و افادیت اور عقل وفطرت سے ہم آہنگی کو ان پر واضح کریں، اگر ہم نے اپنے اس فریضہ منصبی کو ادا کیا تو اس ملک میں ہماری پہچان ایک ایسے گروہ کی حیثیت سے ہوسکے گی، جس کے پاس صرف لینے والے ہاتھ نہیں ہیں؛ بلکہ دینے والا ہاتھ بھی ہیں، جو محبت کے سوداگر اور انسانیت کے لئے سایۂ رحمت ہیں، ہندوستان میں آج مسلمان جن دشواریوں سے دوچار ہیں، وہ اسی فریضہ سے غفلت کا نتیجہ ہے، اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور بندگانِ خدا کو ان کے خالق و مالک کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی بھرپور سعی کریں۔

❍ ہماری سب سے بڑی طاقت ہمارا اتحاد ہے، مسلمانوں کے درمیان اصول دین میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور بہت کم ایسے مسائل ہیں جن میں اُمت کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، مگر بدقسمتی سے ہم اتفاق واتحاد کی سینکڑوں بنیادوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور انگلیوں پر گنے جانے والے چند اختلافی مسائل کو اپنی جدوجہد کا محور بنالیتے ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ مذہبی اختلافات نے ہماری صفوں کو پارہ پارہ کردیا ہے اور ہم اس ملک میں بلکہ پوری دنیا میں بے وزنی کا شکار ہیں، اس لئے ہمیں حالات کو دیکھتے ہوئے اپنی صفوں میں وحدت کو برقرار رکھنا چاہئے، اختلاف وانتشار سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے

اور مشترک مسائل پر مشترکہ جدوجہد کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے، اسی میں ہماری دنیا کی کامیابی اور آخرت کی سرخروئی ہے۔

❍ آج پوری دنیا میں لوگ امن وامان کے پیاسے ہیں، دولت کی فراوانی اور وسائل زندگی کی بہتات کے باوجود انسانیت سکون نا آشنا ہے، دہشت گردی کے مصنوعی واقعات بنائے جاتے ہیں، اور کہیں حقیقی معنوں میں ظلم و دہشت گردی کا بازار گرم ہے، یہ پوری امت کا اور پوری انسانیت کا مسئلہ ہے، اس بے سکونی سے نجات اور امن وامان کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انصاف کے دوہرے پیمانے اختیار نہ کئے جائیں، یہ دوہرا رویہ محرومی اور مظلومیت کا احساس پیدا کرتا ہے اور اسی احساس کی چنگاری سے نفرت کی آگ سلگتی ہے اور پورے سماج کا امن خاکستر ہوجاتا ہے، اسی طرح یہ بات بھی ضروری ہے کہ اگر تشدد کا کوئی واقعہ پیش آئے تو اس کے حقیقی اسباب پر غور کیا جائے اور ان اسباب کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، اس کے بغیر کوئی معاشرہ پوری طرح امن وآشتی کا گہوارہ نہیں بن سکتا، یہ بات عالمی سطح پر بھی سوچنے کی ہے اور ہمارے ملک کے لئے بھی قابل توجہ ہے۔

اعلامیہ ممبئی بموقع بائیسواں اجلاس عام بورڈ منعقدہ
۲۰/۲۱/۲۲/اپریل ۲۰۱۲ء ممبئی

مثالی اسلامی معاشرہ پیش کریں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد

❍ آل انڈیا مسلم پرسنل بورڈ اپنی عمر کے ۴۱ ویں سال میں قدم رکھ چکا ہے اور اس کا ۲۳واں اجلاسِ عام ہندوستان کے تاریخی شہر ''اُجین'' میں منعقد ہورہا ہے، یہ اجلاس ایک ایسے وقت منعقد ہورہا ہے، جب پوری دنیا میں خواتین کے تحفظ کی تدابیر اور ان تدابیر کو عملی صورت دینے پر غور کیا جارہا ہے، خود ہمارے ملک میں عصمت ریزی کا ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے، جو پوری قوم کی پیشانی پر دھبہ ہے اور افسوس کہ ایسے واقعات مسلسل سامنے آتے جارہے ہیں، --- یہ ایک حقیقت ہے کہ معاشرہ میں خواتین کے ساتھ ناانصافیاں کی جاتی ہیں، ان کی جان و مال اور عزت وآبرو کو نشانہ بنایا جاتا ہے، سسرال ہی میں نہیں؛ بلکہ میکہ میں بھی ان کے ساتھ تشدد کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اسلام نے اس کے سدباب کے لئے ہمہ جہت تدابیر اختیار کی ہیں، وہ صنفِ نازک کی حفاظت کی ذمہ داری مردوں کے کاندھوں پر رکھتا ہے اور اسی لئے مرد کو قوام قرار دیا گیا ہے، وہ جنسی زیادتی وہراسانی پر سخت سزائیں دینے کا قائل ہے؛ تاکہ جرائم پیشہ لوگوں کو عبرت ہو اور ان کو کسی کمزور کی طرف ہاتھ اُٹھانے کی ہمت نہ ہو، جرم وسزا کے سلسلہ میں اسلام کے اس تصور کی موجودہ حالات سے تصدیق ہورہی ہے اور جو لوگ اسلام کے قانون تعزیر پر طنز کیا کرتے تھے، وہ بھی آج اس کی افادیت اور اہمیت کے معترف ہیں، اسلام اس کے ساتھ ساتھ ایسا پاکیزہ ماحول بھی فراہم کرتا ہے، جس کی وجہ سے جرم کی تحریک پیدا نہیں ہو پائے، اور انسان صاف ستھرے ماحول

میں رہتے ہوئے اخلاقی قدروں پر قائم رہ سکے، وہ عورتوں کو بھی ہدایت دیتا ہے کہ وہ پردہ کا اور شائستہ ومہذب لباس کا اہتمام کریں، اسی طریقہ کار کا نتیجہ تھا کہ زمانہ جاہلیت کا معاشرہ --- جہاں جنسی جرائم عام تھے، --- ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ بن گیا، جس میں مردوں کی نگاہ جُھکی ہوتی تھی، عورتیں اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے مؤثر تدبیریں کیا کرتی تھیں اور عفت وعصمت کو انسانیت کا سب سے بڑا جوہر تصور کیا جاتا تھا۔

❍ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں ایسے جرائم کو روکنے کے لئے صرف قانون کی تلوار استعمال کی جارہی ہے، سخت سزاؤں کا مطالبہ ہورہا ہے؛ لیکن نہ دل ودماغ کو بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے اور نہ ان اسباب ومحرکات کو روکنے کی سعی کی جاتی ہے، جو ایسے جرائم کا سدباب کرسکیں، یہاں تک کہ جب خواتین سے ان کے تحفظ کے لئے ساتر اور شریفانہ لباس پہننے کو کہا جاتا ہے تو خود خواتین تنظیمیں مخالفت پر کمربستہ ہوجاتی ہیں؛ اس لئے حکومت ہند کو چاہئے کہ ایسے جرائم کے سدباب کے لئے پورے ملک میں نشہ بندی کا قانون بنائے، جس کا ذکر دستور کے رہنما اُصول میں موجود ہے، خواتین کے لئے نائٹ ڈیوٹی کو منع کیا جائے، تعلیمی اداروں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جداگانہ نظام تعلیم رائج کیا جائے، گھر سے باہر نکلنے والی خواتین کے لئے ساتر لباس کو قانوناً لازم کیا جائے، سیکوریٹی نظام کو سخت بنایا جائے، اخلاقیات کو تعلیم کا جزو بنایا جائے، ذرائع ابلاغ اور دوسرے وسائل کے ذریعہ نوجوانوں میں اخلاقی اقدار کو اُبھارا جائے، فحش لٹریچر اور غیر اخلاقی نشریات کے سیلاب بلاخیز پر بند باندھا جائے، تاکہ ان نوجوانوں کے لئے سازگار ماحول فراہم ہو، جو واقعی ایسے جرائم سے بچنے کے خواہاں ہوں، جب تک دل ودماغ میں تبدیلی نہ آئے اور جرم کے محرکات کو روکا نہ جائے، اس وقت تک صرف سخت قوانین اور سخت سزاؤں کے ذریعہ جرائم کو روکنے کی کوشش بے سود اور بے فائدہ ثابت ہوگی اور یہ جڑوں کو چھوڑ کر پتہ پر پانی ڈالنے کے مترادف ہوگا۔

❍ اس وقت مغربی قوتیں مشرقی ممالک میں بھی اپنے تہذیبی ایجنڈے کو نافذ کرنے

کی کوشش کررہی ہیں، عورتوں کی نام نہاد آزادی اور مساوات کے نام پر ایسی تجویزیں پیش کی جارہی ہیں، جن سے خاندانی نظام بکھر کر رہ جائے گا، اخلاقی قدریں تباہ ہوجائیں گی اور انسان کی ہوسنا کی جانوروں کو بھی شرمسار کرے گی، اقوام متحدہ کے ذریعہ ہم جنسی اور باہمی رضامندی سے بدکاری کو جائز قرار دینے کا اور عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل مساوات کا نعرہ لگایا جارہا ہے اور اس کو مشرقی ملکوں پر تھوپنے کی کوشش کی جارہی ہے، جو ایک غیر فطری بات ہے، اسلام مساوات کا نہیں، عدل کا قائل ہے اور ہر ایک کے فرائض وحقوق ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے مقرر کرتا ہے، اسی میں انسانیت کی فلاح اور بھلائی ہے ، حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب خودکشی کے راستہ پر ہے اور آپ اپنی آگ میں جھلس رہی ہے ، نکاح کی شرح کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے، طلاق کی شرح میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، شرح پیدائش گھٹتی جارہی ہے، ایسے بچوں کی تعداد بہت سے مغربی ملکوں میں اکثریت میں آگئی ہے، جن کے والد کا اتہ پتہ نہیں ہے، طرح طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہیں، بوڑھاپے کی زندگی مردوں اور خاص کر عورتوں کے لئے ایک بوجھ بنتی جارہی ہے، خاندانی نظام کے بکھر جانے کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگا ہے، یہ وہ صورت حال ہے جس کو ہر شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور خود مغربی ممالک کے سنجیدہ مفکرین اور دردمند مصلحین اس صورت حال پر سخت پریشان ہیں، مگر افسوس کہ مشرقی ممالک اُس پروپیگنڈہ سے متاثر ہورہے ہیں، جو مغربی تہذیب کی ترقی کے سلسلہ میں میڈیا کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور منظم طور پر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

○ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے، جس کی تہذیب اخلاقی قدروں پر قائم رہی ہے، جس نے مختلف مذاہب کی مسلّمہ اور مشترکہ تعلیمات کو ہمیشہ اہمیت دی ہے، شرم وحیا یہاں کے تمدن کا حصہ رہا ہے، ہمیں اپنی اس روایت کو باقی رکھنا چاہئے اور اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ مغرب کی ترقی اس کے علم وتحقیق کی دَین ہے نہ کہ حیاباختہ تہذیب کی، ہمیں مغربی

علوم سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہئے؛ لیکن اسی قدر یہ بھی ضروری ہے کہ مغربی تہذیب سے ہم اپنے دامن کو بچائے رکھیں، یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ ہماری حکومت عوام کے جذبات کے برعکس مغربی طرز زندگی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہے اور بتدریج مغرب کے تہذیبی ایجنڈہ کو اس ملک میں نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؛ لہٰذا تمام محبّ وطن شہریوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس فتنہ کی سنگینی کو سمجھیں اور اپنے ملک کو اس آگ سے بچائیں، جو ہماری سماجی اور اخلاقی روایات کو خاکستر کرکے رکھ دے گی۔

○ کسی بات کی طرف دعوت دینے اور اس دعوت کو مؤثر بنانے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے موجود ہو، لوگ چلتی پھرتی زندگی میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں؛ اس لئے ایک داعی اُمت ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ خود مثالی اسلامی معاشرہ پیش کریں، جس میں خواتین کا احترام پایا جاتا ہو، جس میں بیٹیوں کو بوجھ نہ سمجھا جاتا ہو، جس میں خواتین کو اسلامی اُصولوں کے مطابق حصۂ میراث دیا جاتا ہو، جس میں طلاق کے بے جا واقعات پیش نہ آتے ہوں، جس میں خواتین کی عزت وعفت کی حفاظت کو ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہو، جس میں مردوں کی نگاہیں پست رہتی ہوں اور عورتوں کے لباس ساتر ہوں، جس میں بوڑھے ماں باپ کے وجود کو اللہ کی رحمت تصور کیا جاتا ہو نہ کہ بوجھ، جس میں تمام مسلم وغیر مسلم پڑوسیوں کو امن وآشتی حاصل ہو، اور جو زبان حال سے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ترجمان ہو، اگر ہم مسلم سماج کی ایسی شناخت قائم کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو یہ برادرانِ وطن کے سامنے ایک خاموش، اثر انگیز اور عملی دعوت ہوگی اور جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں، از خود ان کا سدباب ہوجائے گا۔

○ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت مسلمان ملکی سطح پر بھی اور عالمی سطح پر بھی بہت سی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے گذر رہے ہیں، انھیں جان ومال کا خطرہ درپیش ہے، انھیں بے آبرو کیا جاتا ہے، کسی ثبوت وشہادت اور فرد جرم کے بغیر ہزاروں مسلمان نوجوانوں کو قید وبند میں

رکھا گیا ہے، اور سالہا سال ان کو جیل میں رکھ کر ان کے مستقبل کو تباہ کردیا جاتا ہے، جب وہ باعزت بری کئے جاتے ہیں، تو نہ سماج میں معمول کی زندگی شروع کرنے کے لئے ان کو مناسب مواقع فراہم کئے جاتے ہیں اور نہ ان عہدہ داروں کی کوئی سرزنش کی جاتی ہے، جنہوں نے جھوٹی دفعات لگا کر بے قصور نوجوانوں کو پھنسایا تھا، بحیثیت ایک قوم مسلمانوں کو رسوا اور تنہا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، انصاف کے دوہرے پیمانے بنالئے گئے ہیں، مسلمان مصیبتوں سے دوچار بھی کئے جاتے ہیں، ان پر ظلم وستم کے پہاڑ بھی ڈھائے جاتے ہیں اور پھر ان ہی کو ظالم بنا کر پیش بھی کیا جاتا ہے اور جرم کے کٹہرے میں کھڑا کردیا جاتا ہے۔

- ان سب کا مقصد مسلمانوں کے حوصلے پست کرنا اور انھیں احساس کمتری میں مبتلا کرنا ہے؛ تاکہ مسلمان اسلام پر ہونے والی فکری اور تہذیبی یلغار کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور جس خدا بیزار تمدن کا اقتدار پوری دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس سے مزاحم نہ ہوں؛ لیکن ہمیں اس نازک موقع پر ایمانی قوت اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو دین پر ثابت قدم رکھنا ہے اور دنیا پر اس حقیقت کو واضح کردینا ہے کہ ہم ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں؛ لیکن اپنے دین اور اپنی شریعت میں ایک نقطہ کا بھی فرق گوارا نہیں کرسکتے، اگر ہم نے صبرو استقامت کا ثبوت دیا اور اس اہم تہذیبی اور فکری معرکہ میں ڈٹے رہے تو انشاء اللہ کامیابی ہمارا مقدر ہوگی؛ کیوں کہ علم اور دلیل کی طاقت کو ظلم وجور کی طاقت سے زیر نہیں کیا جاسکتا: ’’وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ‘‘۔(آل عمران:۱۳۹)

اعلامیہ اجین بموقع تیئیسواں اجلاس عام بورڈ

منعقدہ ۲۲؍۲۳؍۲۴؍مارچ ۲۰۱۳ء اجین

دین کے معاملہ میں جبر واکراہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں

ہمارا ملک ہندوستان مختلف مذاہب، مختلف تہذیبوں اور مختلف زبانوں کا گلدستہ ہے، اس کی پہچان کثرت میں وحدت اور اس کا امتیاز تنوع اور باہمی رواداری ہے، اسی خصوصیت کی وجہ سے بجا طور پر اس کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت قرار دیا جاتا ہے، یہاں صدیوں سے مختلف قومیں آباد رہی ہیں اور انہوں نے بھائی بھائی بن کر اس ملک کو سنوارنے، اس کو ترقی دینے اور اس کی حفاظت کرنے میں سرگرم کردار ادا کیا ہے، ان ہی اصولوں پر ملک کا دستور مرتب ہوا اور اس میں ملک میں آباد تمام اکائیوں کو اپنے تشخصات کے ساتھ رہنے کا موقع فراہم کیا گیا، یہی اس ملک کا حسن ہے، اسی سے دیرپا امن قائم رہ سکتا ہے، اسی میں ملک کی سالمیت مضمر ہے اور اسی کے ذریعہ ہم بین الاقوامی برادری میں اپنے وقار کو قائم رکھ سکتے ہیں، اس لئے:

- بورڈ تمام مسلمان اور غیر مسلم باشندگان ملک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ وطن عزیز کی اس پہچان کو باقی رکھیں، اس کے چہرہ پر فرقہ پرستی کا داغ نہ لگنے دیں اور ایک دوسرے کے مذہبی وثقافتی تشخصات کا احترام کریں۔
- حکومت خواہ کسی پارٹی کی ہو، دستور کا احترام اور ملک کے جمہوری اقدار کی حفاظت اس کا فریضہ ہے؛ اس لئے کوئی بھی ایسی کوشش قبول نہیں کی جاسکتی، جو ملک کے

تکثیری ڈھانچہ کو نقصان پہنچائے اور اس کی جمہوری روایات کو متاثر کردے۔

⊙ یہ ایک حقیقت ہے کہ ملت اسلامیہ نے برادران وطن کے سامنے اسلام کی عدل و انصاف پر مبنی انسانیت نواز اور رحم دلانہ تعلیمات کو کما حقہ پیش نہیں کرسکی ہے، نہ زبان و قلم کے ذریعہ اس سلسلہ میں مناسب کوششیں کی گئیں، نہ جدید ذرائع ابلاغ کو ہم نے اس سلسلہ میں استعمال کیا اور نہ اخلاق و کردار کے ذریعہ ہم نے اسلام کی حقیقی تصویر برادران وطن کے سامنے پیش کی، اس لئے پوری امت کا فریضہ ہے کہ وہ پوری اہمیت کے ساتھ اس اہم کام کی طرف متوجہ ہو، برادران وطن کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے، فرقہ پرست عناصر جو غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں، ان کا جواب دیا جائے، مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرنے کی جو نازیبا اور غیر حقیقت پسندانہ کوششیں ہو رہی ہیں، علم و دلیل کے ذریعہ ان کا جواب دیا جائے اور اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ برادران وطن کی غالب اکثریت انصاف پسند، امن دوست؛ البتہ صحیح صورت حال سے ناواقف ہے؛ لہٰذا اگر حقائق ان پر واضح ہو جائیں تو امید ہے کہ وہ غلط فہمیوں کے دام سے باہر نکل آئیں گے اور ملک میں بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی۔

⊙ ہر گروہ میں فکر و نظر کا اختلاف موجود ہوتا ہے، مسلمانوں میں بھی مسلک و مشرب کا اختلاف پایا جاتا ہے؛ لیکن دین کی بنیادی باتوں پر پوری امت کا اتفاق ہے، اس وقت امت اسلامیہ ہند جس صورت حال سے دوچار ہے، وہ حد درجہ قابل توجہ اور لائق فکر ہے، اس وقت اگر مسلمانوں نے اپنی صفوں میں وحدت پیدا نہیں کی تو خطرہ ہے کہ ملک دشمن، قوم دشمن اور فرقہ پرست طاقتیں اپنی سازش میں کامیاب ہو جائیں؛ اقلیتوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا جائے اور ملک کے دستوری ڈھانچہ کو تبدیل کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں، اس لئے تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ ملت کے مشترکہ مفادات کے لئے متحد رہیں، اور مسلک و مشرب کے اختلاف کے باوجود اپنی صفوں میں بکھراؤ نہ پیدا ہونے دیں۔

⊙ اسلامی نقطہ نظر سے دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے،

اسلام کی اشاعت اس کی ان تعلیمات کی وجہ سے ہوئی ہے، جو حد درجہ عقل و فطرت سے ہم آہنگ ہیں، اور جن میں انسانی مصلحتوں اور ضرورتوں کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے، مگر افسوس کہ بعض عناصر تبلیغ مذہب کے بنیادی حق کو پامال کرنے کے درپے ہیں، دوسری طرف مسلمانوں کی جہالت، غربت اور ان کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تبدیلی مذہب کے سلسلہ میں غیر قانونی طور پر جبر و دباؤ اور تحریص کی صورت اختیار کی جا رہی ہے، یہ انتہائی غلط اور ناقابل قبول ہے، نہ صرف مسلمان اس کے خلاف ہیں؛ بلکہ دوسری مذہبی اقلیتیں اور اکثریتی فرقہ کے انصاف پسند لوگ بھی اس کو پسند نہیں کرتے ہیں، اس لئے مسلمانان ہند سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فکر و عقیدہ اور دین و شریعت پر پوری قوت کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اپنے ان بھائیوں کی بھی فکر کریں جو دور دراز دیہاتوں اور شہر کے مسلم محلوں میں تھوڑی تعداد میں آباد ہیں، ایسے علاقوں پر نہ صرف نظر رکھیں؛ بلکہ وہاں مبادیات دین کی تعلیم کا پورا اہتمام کریں، تا کہ ان کی جہالت اور پسماندگی کا فائدہ اٹھا کر دھوکہ نہ دیا جاسکے، اسی طرح نہ اپنے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں مشرکانہ افعال کو قبول کیا جائے۔ نہ ایسے اداروں میں اپنے بچوں کو داخل کیا جائے، جہاں اس طرح کی تعلیم دی جاتی ہو، اور اگر سرکاری اسکولوں میں اس طرح کا عمل کیا جائے تو افہام و تفہیم کے ذریعہ اور اگر یہ کافی نہ ہو تو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ پُر امن طریقہ پر اس کو روکنے کی کوشش کی جائے؛ کیونکہ یہ صرف مسلمانوں اور مذہبی اقلیتوں کے ساتھ حق تلفی نہیں ہے؛ بلکہ یہ ملک کے دستور اور وطن عزیز کی مسلمہ جمہوری قدروں کے ساتھ کھلواڑ ہے۔

⊙ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ملت اسلامیہ ہند کا متحدہ پلیٹ فارم ہے، اس کی آواز پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے اور بورڈ کی طاقت مسلمانوں کا اس پر بھرپور اعتماد اور بھروسہ ہے، بورڈ نے ہمیشہ تحفظ شریعت کے معاملہ میں امت کی رہنمائی کی ہے اور اس کی دعوت پر تمام مسلمانوں نے لبیک کہا ہے، اس وقت جو صورت حال درپیش ہے، ممکن ہے کہ اس کے تدارک

کے لئے کسی مرحلہ پر بورڈ آپ کو آواز دے، جب بھی ایسا موقع آئے تو پوری ملت کو چاہئے کہ وہ اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس آواز پر لبیک کہے اور اس ملک میں اپنی دینی شناخت کی حفاظت کے لئے ایسی کوششوں کا بھرپور تعاون کرے، یہ ہم سب کا ملی فریضہ ہے۔

⊙ صبر کامیابی کی کلید ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن صبر کے معنی ظلم کے سامنے سرنگوں ہو جانا نہیں ہے؛ بلکہ صبر سے مراد ہے اشتعال سے بچتے ہوئے مؤثر تدبیر کا اختیار کرنا، فرقہ پرست طاقتیں چاہتی ہیں کہ مسلمان مشتعل ہو جائیں اور خاص کر مسلم نوجوان بے قابو ہو کر قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں، اس طرح مسلمانوں کو رسوا اور تنہا کر دیا جائے اور ان کے خلاف ظلم و زیادتی کرنے کا جواز ہاتھ آجائے، اس لئے ہمیشہ اور خاص کر موجودہ صورت حال میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پر امن طریقہ پر قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے جدو جہد کریں اور ہرگز بے برداشت نہ ہوں، جن لوگوں کے پاس دلیل کی طاقت نہیں ہوتی وہ تشدد اور اشتعال انگیزی کا سہارا لیتے ہیں، ہم ایک داعی امت ہیں، ہم آخری کتاب الٰہی کے حامل ہیں، ہمارے پاس اسلام کی روشن تعلیمات ہیں کہ اگر ان کو صحیح طور پر پیش کیا جائے تو غلط فہمیوں کی تاریکی چھٹ جائے؛ اس لئے ہمیں مشتعل اور بے برداشت ہونے کے بجائے دلیل وحکمت کے ساتھ اپنا داعیانہ فریضہ ادا کرنا چاہئے، یہی ہماری سب سے بڑی طاقت ہے اور اسی طریقہ پر ہم اللہ کی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

اعلامیہ جے پور بموقع چوبیسواں اجلاسِ عام بورڈ،
منعقدہ ۲۰/۲۱/۲۲/مارچ ۲۰۱۵ء، جے پور

ہم ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم أما بعد!

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی امت بنایا ہے، جو اس کی اتاری ہوئی کتاب کی حامل ہے اور جس کو خیر امت کا لقب دیا گیا ہے؛ اس لئے شریعت الٰہی کی مکمل اطاعت اور اس کی حفاظت ہمارا بنیادی فریضہ ہے، ہمیں شریعت جان و مال، عزت و آبرو اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے، اگر ہمارا دل اس جذبہ سے خالی ہو تو ہمارا ایمان نامکمل ہے، مسلمانوں کو جیسے اپنی نماز، اپنی مسجدیں اور عبادت کے طور طریقے عزیز ہیں، اسی طرح جو بات بھی اللہ کی کتاب اور پیغمبر اسلام کی سنت سے ثابت ہو، وہ اسے عزیز ہے، اس لئے موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ اور بالخصوص خواتین امت کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شریعت الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوازا ہے، ہمیں ہرگز بہکانے والوں کے بہکاوے اور غلط فہمی پیدا کرنے والوں کے پروپیگنڈوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

ہمارا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ نے ہمیں جس دین سے نوازا ہے، اس سے نہ صرف ہماری آخرت کی کامیابی متعلق ہے؛ بلکہ اسی میں ہماری دنیا کی فلاح و کامرانی بھی رکھی گئی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلامی شریعت پوری طرح انسانی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہے، ایک مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام فراہم کرتی ہے جو کمزوروں کی رعایت، شرم و حیا، عفت و پاکدامنی کی بلند اقدار اور ایثار و انصاف پر مبنی ہے، اس نے خواتین کو جو حقوق دیئے

ہیں، ان کی صنفی خصوصیات کا پورا تحفظ کیا ہے اور انہیں کسب معاش کی ذمہ داریوں سے فارغ رکھا ہے، مشرق سے لے کر مغرب تک کسی قانون میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس کے برعکس مغربی تہذیب نے انہیں سامانِ تجارت اور آزادی کے نام پر سماج کے ظالم مردوں کی ہوس کا غلام بنا دیا ہے، اس لئے خواتین اسلام کو صاف طور پر کہنا چاہئے کہ ہم اللہ کی شریعت پر مطمئن ہیں، خدا کا قانون ہمارے لئے سایہ رحمت ہے اور ہمیں اس کے مقابلہ میں کسی اور قانون کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ قانون شریعت کی حفاظت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم خود شریعت پر عمل پیرا ہوں، ہماری زندگی اللہ کے حکم کے مطابق بسر ہو، ہم ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں، اگرچہ مسلمانوں میں طلاق کے واقعات بمقابلہ دوسری قوموں کے کم ہیں۔ لیکن جو کچھ واقعات پیش آرہے ہیں، وہ بھی نہ صرف شریعت کی خلاف ورزی پر مبنی ہیں، بلکہ اس طرح دوسروں کو ہمارے دین اور ہماری شریعت پر زبان کھولنے کا موقع ملتا ہے، ان ہی مسائل میں تین طلاق کا مسئلہ ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا گناہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن مجید سے کھلواڑ قرار دیا ہے؛ اس لئے ہر فرد امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے واقعات کو روکنے کی بھرپور کوشش کرے اور سماج میں شعور پیدا کرے؛ تاکہ طلاق کے بے جا استعمال کا سد باب ہو، شریعت نے بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی ترکہ کا حقدار قرار دیا ہے، دنیا کی معلوم تاریخ میں اسلام پہلا مذہب ہے، جس میں عورتوں کو حق وراثت عطا کیا گیا ہے؛ لیکن افسوس کہ ملک کے اکثریتی سماج سے متاثر ہو کر بہت سے مسلمان بھی اس حق کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں، یاد رکھنا چاہئے کہ یہ گناہ، حق تلفی اور ظلم ہے۔

۳۔ کومن سول کوڈ مسلمانوں کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے، مسلمانوں نے اس

ملک کے لئے جو قربانیاں دی ہیں، وہ صرف اس لئے نہیں کہ اس ملک میں رہنے کے لئے چند گز زمین حاصل ہو جائے اور ان کے خورد ونوش کا انتظام ہو جائے، بلکہ انہوں نے اپنے دینی تشخص اور تہذیبی شناخت کے ساتھ اس ملک میں جینے اور مرنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ نہ صرف مسلمانوں کا مطالبہ ہے؛ بلکہ یہ ملک میں بسنے والی دوسری اقلیتوں اور آدی واسیوں کا بھی مطالبہ ہے، ہندوستان جیسے کثیر مذہبی اور کثیر تہذیبی ملک میں یکساں خاندانی قوانین قابل عمل نہیں ہیں، اگر بداندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت نے ایسا کوئی قانون مسلط کرنے کی کوشش کی تو مختلف طبقات میں محرومی کا احساس پیدا ہوگا، حب الوطنی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی اور یہ ملک کے امن وامان کے لئے خطرناک ہوگا، اس لئے نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے؛ بلکہ ایک محبّ وطن شہری ہونے کے اعتبار سے بھی ہم اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تمام مذہبی اور تہذیبی اکائیوں کو دستور ہند کے مطابق اپنے تشخصات کے ساتھ رہنے کے حق سے محروم کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور ان پر زبردستی کوئی قانون مسلط نہیں کیا جائے۔

۴۔ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف کے خلاف سپریم کورٹ میں حکومت ہند کی طرف سے داخل کئے جانے والے حلف نامہ اور لاء کمیشن کی طرف سے کومن سول کوڈ کے بارے میں جاری کئے جانے والے سوال نامہ کے پس منظر میں مسلمانوں نے زبردست اتحاد، ہم آہنگی اور اشتراک عمل کا ثبوت دیا ہے، اور مسلک و مشرب اور تنظیمی و جماعتی وابستگی سے بالاتر ہو کر پوری ملت سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن چکی ہے، فرقہ پرست طاقتوں نے خاص طور پر مسلم پرسنل لا کے تحت آنے والے ایک ایسے مسئلہ کو اٹھایا ہے کہ جس کا مقصد مسلکی اختلاف کو ہوا دینا اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا تھا، لیکن مسلمانوں کی مذہبی اور ملی قیادت لائق تحسین ہے کہ اس نے دشمنان اسلام کے اس

خواب کو چکنا چور کردیا، لہٰذا پوری ملت کا فریضہ ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق کی اس فضاء کو قائم رکھے اور ہرگز کسی ایسی سازش کا شکار نہ ہو جو ہماری صفوں میں بکھراؤ پیدا کردے۔

۵۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کی یہ لڑائی اکثریتی فرقہ یا کسی خاص مذہب پر یقین رکھنے والوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ ان مٹھی بھر فرقہ پرستوں اور فاشسٹ طاقتوں کے خلاف ہے، جو ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو برباد کرنے اور اس کی جمہوری قدروں کو پامال کرنے پر تلی ہوئی ہے، اور اِس لئے جو لوگ اس ملک سے محبت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وطن عزیز امن و آشتی کا گہوارہ ہو اور کثرت میں وحدت کے اصول پر کاربند رہے، بورڈ ان تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دستور میں دی گئی ضمانت کے مطابق مذہبی آزادی کے حق کے تحفظ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ساتھ دیں۔

۶۔ ملک اس وقت جس صورت حال سے گزر رہا ہے، اس میں ہوسکتا ہے کہ بورڈ کو اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے قانون و آئین کے دائرہ میں رہتے ہوئے بعض فیصلے کرنے پڑیں، تو جیسے اس وقت دستخطی مہم میں تمام مسلمانان ہند نے بورڈ کی آواز پر لبیک کہا ہے، امید ہے کہ آپ مستقبل میں بھی اسی طرح بورڈ کے فیصلوں پر عمل کرنے میں اتحاد اور یک جہتی کا ثبوت دیں گے اور اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ آپ کے لئے جو حدیں مقرر کی جائیں، ان کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہی اپنے جذبات کا اظہار کیا جائے اور اشتعال سے بچتے ہوئے جمہوری طریقہ پر اپنے نقطۂ نظر کو واضح کیا جائے۔

اعلامیہ کلکتہ بموقع پچیسواں اجلاسِ عام بورڈ، منعقدہ
۱۸/۱۹/۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء کلکتہ

دینی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں

○ ہندوستان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے باشندے مختلف مذاہب اور مختلف طبقات پر مشتمل ہیں، اسی وجہ سے ہندوستان کے دستور میں یہاں کے شہریوں کو مساویانہ حق دیا گیا ہے اور ملک کا دستور سیکولر ہے جس کی بنا پر مسلمانوں کو اپنے مذہبی، ملی، تعلیمی اور سماجی تقاضوں کو پورا کرنے کا پورا حق حاصل ہے، ملک کے سیاسی حالت کے فرق سے مسلمانوں کے اس حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہمارا یہ اجلاس ملت اسلامیہ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی اس ملکی اور ملی حیثیت کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ وہ ایک داعی امت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی شریعت سے نوازا ہے، جسمیں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے، اور اس میں ہر طرح کی صورت حال کے لئے رہنمائی کی گئی ہے، اس لئے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ دین حق پر ثابت قدم رہیں، اپنی پوری زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور سیاسی نشیب و فراز سے قطع نظر اپنی مکمل دینی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں۔

○ ہم اس ملک میں برابر کے شہری ہیں، اس ملک کی تعمیر میں ہمارا حصہ دوسرے ابنائے وطن سے کم نہیں ہے، اس کی آزادی کی جدوجہد میں ہمارے بزرگوں کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں، ہم نے اپنے اسلامی وجود اور تشخص کے بھرپور تحفظ کے ساتھ اور ملک کی ترقی میں بھرپور مثبت کردار ادا کرتے ہوئے یہیں جینے اور مرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہمیں اس ملک سے محبت ہے، اس ملک کے دستور نے سیکولرزم کی بنیاد پر سب کو مساوی حق دیا

ہے،لہذاایک محبّ وطن گروہ کی حیثیت سے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس ملک میں اس کی اس خصوصیت کا تحفظ کریں،اس جمہوری اقدار کو باقی رکھنے کی کوشش کریں،موجودہ دستور کے مطابق ملک کا نظام چلے اس کو یقینی بنائیں، اور حکومت یا عوام کی جانب سے اگر اس خصوصیت کے خلاف کوئی قدم اٹھایا گیا تو اس کا مقابلہ کریں، تا کہ کسی گروہ کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی کا ذریعہ نہ بنے۔

❍ یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کی غالب اکثریت امن، بھائی چارہ، باہمی رواداری اور مختلف مذہبی اور لسانی گروہوں کے ساتھ عدل وانصاف کے رویہ کو پسند کرتی ہے، اور مذہبی معاملات میں ایک دوسرے کا احترام اور عدم مداخلت کی قائل ہے اس لئے ہمیں یہ بھی چاہئے کہ برادران وطن تک مسلمانوں کے احساسات حکمت، سنجیدگی اور دلائل کے ساتھ پہنچائے جائیں کہ مسلمان نہ برادران وطن کے مذہبی معاملات میں مداخلت چاہتے ہیں ان کو نہ خود اپنے پرسنل لا میں کسی طرح کی دخل اندازی گوارا ہے، اور نہ قانون شریعت پر عمل کرنے کی ان کی یہ خواہش کسی طبقے کی مخالفت پر مبنی ہے، اس لئے وہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کا تعاون کریں اور ان کے درد کو سمجھیں۔

❍ باہمی اتفاق واتحاد قرآن وحدیث کا منصوص حکم ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنے اختلافات کی شدت کو کم کرنا چاہئے مسلکی اور گروہی اختلافات کو صرف علمی حدود تک محدود رکھنا چاہئے اور ان کو عوام میں لانے اور اشتعال پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو صراحت قرآنی کے مطابق ہماری ہوا خیزی ہوگی اور ہم عزت کے ساتھ اس ملک میں رہنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

❍ یہ اجلاس حکومت ہند پر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے کہ موجودہ حکومت کسی ایک مذہب یا طبقہ کی نمائندہ نہیں ہے، لہذا ملک کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے، مختلف گروہوں کا اپنے پرسنل لا پر عمل کرنا دستور میں دیئے گئے بنیادی

حقوق میں شامل ہے، اگر کوئی حکومت یکساں سول کوڈ لانے کی کوشش کرتی ہے تو یہ ملک کے دستور کے مغائر ہے، اور یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ مختلف اقلیتوں اور خود برادران وطن کی مختلف ذاتوں کا بھی مسئلہ ہے، جو عائلی زندگی میں اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اسی طرح ان بہت سے قبائلی طبقات کا بھی مسئلہ ہے جنہوں نے حکومت ہند سے معاہدے میں اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کے حق کو بطور شرط کے شامل کیا ہے، اس لئے یونیفارم سول کوڈ لانے کی کوشش اتحاد کی بجائے افتراق کا ذریعہ ہوگی، ہمارے وطن عزیز کا اصل امتیاز اور اس کا حسن اسی میں ہے کہ وہ مختلف قوموں اور تہذیبوں کا گلدستہ ہے، کثرت میں وحدت کا یہ تصور اس ملک میں امن واخوت کے بقاء اور پوری دنیا میں اس کی نیک نامی کا ذریعہ ہے، اور یہی آئین ہند کی اسپرٹ ہے، اس لئے حکومت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بے فائدہ مسائل میں الجھنے اور الجھانے کی بجائے ملک کی ترقی، غربت سے لڑائی، کرپشن کے خلاف جدوجہد اور عدل وانصاف جیسے اہم مسائل پر توجہ دے۔

اعلامیہ جل گاؤں بموقع اجلاس مجلس عاملہ بورڈ منعقدہ
۳۱ر مئی و یکم جون ۲۰۱۴ء جل گاؤں مہاراشٹر